

اَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ
الْاَمْرُ عَلَيْكُمْ كُلُّ مَا تَحْكُمُونَ
سَنَةٌ مَوْجِدٌ لِمَا دَيَّنَتْ
کرمتگرچپے نام و نشان آتا
بیا پنکز غلام حُمَّادٌ

مُفْرَطَاتٌ وَلِيَادٌ

از رشحات قلم

جناب مولانا مولوی فیروز شاہ صاحب گیلانی - پشاوری مبلغ ۱۰۰
پکو

احمد یہ اب جمن اشاعت اسلام لاهور
ن

(مکتبہ مولانا مولوی)

با تہام ماسٹر فقیر اللہ صاحب مہتمم تصنیفات چھپو کر شائع کیا

کوارٹر ٹاؤن شپر پیس دہلی بلڈنگز لاہور میں با تہام میاں فیروز الدین صاحب پر نظر منیجہ چھپے

تعلا دجلد ۱۰۰
قیمت ۲۵ ر

بیان القرآن لحاظ تفسیر و ترجمہ القرآن

مصنفہ حضر مولانا موسیٰ محمدی صنایعی اے۔ امیر حجا احمدیہ ہو

پس بنتیزیر تفسیر کی چند ایک شخصیتیاں تو سری تفاسیر میزرتی ہیں جیل میں

(۱) قرآن کریم کے ایک مقام کو دوسرے مقام سے حل کیا گیا ہے۔

(۲) قرآن کریم کی تفسیر کے میں احادیث صحیح کو دوسری تمام باتوں پر مقدم کیا گیا ہے۔ اور اس غرض کیلئے امام
بخاری کی کتاب التغیر تفسیر ابن حجر او تفسیر ابن القیۃ کو سامنے رکھا گیا ہے۔

(۳) نفات قرآن کی پیدائشتریت کی گئی ہے۔ جس کے لئے مفردات الکرم راعین تعالیٰ الکوہن درکان الوبیہ
مدلیلی ہے۔

(۴) قرآن کریم کی ترتیب اولظکم کو خاص طور پر واضح کیا گیا ہے۔ اول آیات قرآنی کا باہمی بسط دہم رکوں کا
باہمی تعلق سوم سو تو کا ایک دوسری سے تعلق واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔

(۵) ہر ایک سورت کے شروع میں اسکے تمام رکوں کا علاحدہ دیدیا گیا ہے اور اس سورت کے نام میں جو حکمت ہے
میں ظاہر کیا گیا ہے۔

(۶) قرآن کریم کا ترجیح لفظی مگر بامواہہ کیا گیا ہے اور ترجیح کو الفاظ کی حد تھیں بخیل دیا۔ اپنی طرف سے الفاظ
بخیل کے ہمول کو بالکل ترک کر دیا گیا ہے۔

(۷) قرآن کریم کی نفات کے حل اور مطالب کی تشریح میں متعدد میں کی آرا کو نظر انداز نہیں کیا گیا بلکہ مذکورہ ذات نہ
کے مطابق متفقہ میں کی آرا کو ساختہ ساختہ بیان کیا گیا ہے۔ اور کتب کا حوالہ بھی دیا گیا ہے۔

(۸) اس تفسیر کی اس فرضیہ پر لوگوں میں قرآن کریم کا شوق پیدا ہو۔ اور جو لوگوں نبایں الود و کوہ پڑھ مکہ مکہ مکہ
تفسیر کی تدکی درس دے سکیں۔ اسلئے ہر ایک آیات عام فہم عمرت میں واضح لگائی ہے۔

(۹) ہر ایک جملہ کے شروع میں تنبیہ کے معناہ میں کم فہرست دی گئی ہے۔

(۱۰) ان تمام باتوں کے ساختہ تاب کی ظاہری خوبی کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا۔ ہر ایک صورت کے شروع میں آنکہ میں بہت سچے کا شرط
بیان صورت تبعیجی تغیر کا غذہ نہیاں اسکے جلد ہمایت بھوت اور غصہ طشت پر چہری فرویں کیا تا انہیں کا بزرگ طبقہ نہ رکھا۔

(۱۱) تمام تفسیر نہیں جلد و میں شائع ہو گی۔ ہر ایک جملہ مختارت میں ۲۹۲ قطبی کے آنحضرت صفات کے قریب ہے۔ پھر جلد
کی قیمت اور پیغمبر مصطفیٰ کو خوش پیلگا۔ وغیرہ۔ وغیرہ۔ دوسری جلد کی قیمت مسلم مصطفیٰ کو خوش کو خوش رہی جائے۔

کی قیمت عَ موصول راک وغیرہ۔ وغیرہ۔ قیمت ایک صفت میشیگی اتنے پر بزرگیہ وی پیسچی جاتی ہے۔

تم ام در خواستین بن
مہتمم تصنیفات احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس للہو آن پیٹیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
شَهِيدُكَ وَلِصُمَدُكَ
رَبِّ الْأَسْعَالِ الْكَوَافِرِ

اصلًا بعد - تمام الہما فی تابوس سے جو اسوقت پائی جاتی ہیں۔ اور کل مذہبی تابوں سے جو آپھل دستیاب ہو سکتی ہیں۔ پہ بات ثابت ہوتی ہے۔ کہ جب کبھی کوئی مصلح رب این شہنشانی کی اصلاح اور ترقیتہ لفوس کے لئے سبوث ہٹاؤ جعلیان رو حالی اسکے مقابلہ کیلئے اُنھے کھڑے ہوتے تاکہ اس کو اپنے مقصدیں کامیاب نہ ہوئے۔ پس چنانچہ اس امر کے متعلق اشد تحالی کی اُفری کتاب قرآن کریم میں یہ ارشاد ہے:-

أَفَكَلَّا هَا أَجَاءَ كَمَرِ سَوْلٍ يَعْلَمُ لَهُ تَهْوِي
الْفَسَكَمَ اسْتَكْبَرَ تَهْفَرَ يَقَالُ ذَلِكُمْ
تَوْتُمْ نَسْكَرْ بَرَّهِي كَيَا۔ پس ایک گروہ کو تم نے
جھٹلایا اور ایک گروہ کو قتل کرنے لگے۔

(بقر ۸۲)

بَنَدُونَ پَرْ افسوس ہے کہ جب کبھی بھی کوئی رسول ان کے پاس آیا تو انہوں نے اس کی ہنسی ہی اُٹائی۔

يَا حَسَدَةَ عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِمْ
مِنْ رَسُولِنَا لَا كَانُوا بِهِ
يَسْتَهِزُونَ - (دیسین ۳۹)

ایسا بت بالا سے ثابت ہٹاؤ کہ انہیا رسول ہمیشہ لوگوں کی توقعات اور خواہشات کے برخلاف آتے رہے۔ کیونکہ اگر وہ لوگوں کے خلاف اس کے موافق آتے۔ تو پھر مصلح کا

کام نہ ہو سکتا تھا۔ یہ حال تو انبیا رکا ہے۔ لیکن جب تکمیل دین کے بعد بہوت ختم ہو گئی اور انسانی کے لئے کسی پرانے یا نئے بھی کے آئندے کی ضرورت نہ ہی تو اشد تعالیٰ نے مسلمان انبیا کے قائم مقام مسلمان اولیا و مجرد دین قائم فرمایا تاکہ وہ لوگوں کو اذسرخ شریعت پر قائم کریں۔ اور سو ماں اور رواجات کو دین سے جدا کر کے دین کو اصل اور خالص شکل میں پیش کریں۔ مگر ان اولیا سے بھی وہی سلوک کیا گیا۔ جو اسلام کا خانیا سے کیا تھا۔

اہل اسلام میں شاید ہی کوئی ایسا ولی گزارا ہو گا جس کو غیرِ وجہانے دو۔ خود ملائے ہی نے نہ ستایا ہو۔ خلفاء رہشدن ہن سے بڑھ کر خیر خواہ اسلام اپنے تک نہیں پہنچا ان کو اسلام سے خارج کرنے والے ان کو گالیاں دیتے کو ثواب سمجھنے والے ہنوز لاکھوں موجود ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام اور اہل بیت عظام کی تو ہمیں کرنے والے اب بھی متھے ہیں۔ آئندہ اربعہ میں سے کوئی ظلم و تحدی سے نہ بچا۔ حضرت امام عظیم ابو حنیفہ رحمہ کو لوگوں نے چاہل بدعنیٰ زندیق، کافر تک لقب دیا۔ قید خانے میں قید کر کے آپ سے اپنیشیں گئے کا کام لیا گیا۔ آڑکرو وہ قید خانے میں ہی زہر دیتے گئے۔ حضرت امام رضاؑ کے متعلق «اخبار الہلال» سے کچھ نقل کرتا ہوں۔

”ابن نامہ بدست منصور و اثیق افتاد بر ابو حنیفہ“ متغیر شد و اور ایذا خداو کے سبب نفات و سے گشت یعنی یہ خط منصور کے ہاتھ پر لگایا۔ اور ابو حنیفہ پر وہ خفا ہوا۔ اور ان کو ایسی تکلیف دی۔ کہ وہی ان کی وفات کا باعث ہوئی لیکن دنیا کو یہ معلوم کر کے نہایت مایوسی ہی۔ جب وہ شنبن گئے کہ اس جدت اہل بیت کا اجر امام موصوف کو کیا ملا۔ قافی نور اشد شوستری فرماتے ہیں:-

”دشاد سیعیں قیر ابو حنیفہ کو فی را کہ در بینداد بود کند و عظام اور ابروحن و سے را سمجھئے اور دفن نہو۔ و آن موضع رامز بدلہ اہل بینداو ساخت“

(الہلال ۲۲ جلد ۱۳۷۳ مورخہ ۲۶ نومبر ۱۹۷۴ء ص ۱۱۶ کالم مدد)

لام ابوحنیفہ
کو قید کیا گیا
اور اپنے
دی گئی

یعنی شاہ اسماعیل نے ابو حنیفہ کو فی کی قبر کو کہ بغداد میں بھی اکھاڑا اور اس کی ٹڈیوں کو جلاایا۔ اور ایک سنتے کو اس کی جگہ دفن کیا گیا۔ اور اس جگہ کو اہل بغداد کا پاخانہ بنایا گیا۔

ابو عبد اللہ امام محمد بن ادريس شافعی سمعۃ الش تعالیٰ علیہ کو موزیوں نے اضر من ابلیس کہا۔ رافضی نام رکھا۔ یمن سے بغداد تک پے عزتی کے ساتھ قید کر کے بھیج گئے۔ راہ میں لوگ انہیں گایاں دیتے جاتے تھے۔ ابو عبد اللہ امام اکبر بن افس ۲۵ پر اس قدر ظلم کیا گیا۔ کہ چھپیں برس تک جمجم و جماعت کے لئے پاہنہ نکل سکے۔ ذلت کے ساتھ قید کئے گئے۔ سائیسی بیرونی کیا تھا لوگوں نے ان کی مشکیں یا نصیبیں کہا تھے بازو سے اکھڑ گیا۔ اونٹ پر کھڑا کر کے پھرایا گیا۔ اور ایک مرتبہ کے اخوار کی وجہ سے شتر کوڑوں سے مارے گئے۔ حضرت امام احمد بن حنبل ۲۹۰ مہ قید رہے۔ بھاری بھاری زنجیریں ان کے پاؤں میں ڈالیں گئیں۔ ذلیل کرنے کے لئے جملوں میں بلڑ جاتے اور لوگ ان کو طاپنے مارتے اور منہج پر تھوکتے ہر شام جیلخانہ سے نکال کر کوڑے مارے جاتے حضرت امام محمد بن اسماعیل بخاری اپنے وطن سے نکالے گئے۔ جب سمرقند پہنچنے تو سمرقند والے بھی اس بات پر راضی نہ ہوئے کہ وہ سمرقند میں رہیں تو آپ نے تہجد کی نماز میں دعا کی۔ کہ خداوند دنیا مجھ پر شک ہو گئی ہے۔ تو اب مجھ کو اپنی طرف بلائے۔ پس انہوں نے اسی ماہ میں انتقال فرمایا۔

قطب الاقطاب بایزید بسطامی قدس سرہ شہر بسطام سے سات مرتبہ نکالے گئے۔

حضرت شیخ شبیل پر قتل کا فتویٰ دیا گیا۔

حضرت خواجہ جنید بغدادی چون کو قوم نے سلطان العارفین کا لقب دیا تھا۔ مکفیر کیگئی۔

شیخ الاسلام محی الدین ابو محمد عبد القادر الحسنی الحسینی الجیلانی کو نقہا دنے کا فریکہ۔ ابن جزری نے اسکے برخلاف ایک کتاب تصنیف کی۔ شیخ محی الدین ابن حبی جو شیخ اکبر کہلاتے ہیں۔ ان کو نہ صرف کافر بلکہ اکفر کہا گیا۔ بلکہ علمائے زمانہ نے انکے

امام شافعی
کو ابلیس اور
بھیج کر بھایا

امام اہل کتب
قید کئے گئے

امام احمد بن
حنبل رہ کو قید
اور ذلیل کیا
گیا۔

امام شہزادی
جلاد طعن کئے
گئے۔

بابر زیدیہ
شیخ شبیل
خواجہ جنید
بغدادی

شیخ عبدالغفار
شیخ مولی الدین
ابن عربی ام

ہر خلاف یہ فتوتے دیا کہ ان کا کفر یہود اور لخوار سے کے کفر سے بڑھ کر ہے اپر بھی صبر شکیا۔ بلکہ ان کے تمام ماننے والوں کو کفر قرار دیا۔ پھر بھی وہ ٹھنڈا نہ ہوا تب یہ لکھا کہ جوان کے کفر میں شک کرے وہ کافر۔ پھر جو کفر میں شک کرنے والے کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر۔

حضرت مولانا مولیٰ جلال الدین رومی صاحب مثنوی و مولانا جامی و شیخ فریدان

عطار کو کافر کہنے والے سلامان سوتھہ میں بھی نہ موجود ہیں۔

جیوں الہاسلام ابو حامیہ رحمۃ اللہ علی مصنف کیمیا سے سعادت و احیاء العلوم کا فڑھرائے گئے۔ اور ان کی کتابوں کو جلا دینا اور ان پر لعنت کرنا ثواب سمجھا گیا۔

حضرت محمد الف ثانیؒ کو دوسال تک زندان گو اولیار میں قید رکھا گیا۔ اور ان پر

بھی قسم قسم کے الزامات لگا گئے۔ راغوڑ از تائید حق و دیگر کتب ستر

اس زمانہ میں حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادر یاں رحمۃ اللہ علیہ سے چند ہویں صدی کے عین سر پر بوجب حدیث نبوی مجدد ہونے کا دعویٰ فرمایا۔ چونکہ لوگ عموماً بعد بازی سے کام لیتے ہیں۔ اس سلسلے آپ کی بھی مخالفت کی گئی۔ اور آپ کے دعا و حکم کو کلمات کفر قرار دیا گیا۔ بلکہ ان کی طرف دعوے ابتوت منسوب کیا گیا۔ حالانکہ جسک میں سے آئنچا بکار کی کتابوں کو پڑھا ہے۔ ان سے کوئی کلمہ کفر یا ابتوت کا دعویٰ ثابت نہیں ہوتا۔ ہاں یہ طرح دو سکر اولیار احمدؒ کے متعلق اہل زمانہ کو غلط فہمیاں واقعہ ہوئی ہیں۔ اسی طرح آپ کے متعلق بھی غلط فہمیوں کا واقعہ ہونا ضروری تھا۔ اس سلسلے مناسب معلوم ہوا کہ اس رسالہ میں بعض گذشتہ اولیار کرام کے کچھ حالات اور انکے دعا و حکم کے جایں۔ ویا للہ التوفیق۔

واضح ہو کہ اولیار کرام اور علماء نظام کے نزدیک قرب الہی کے تینیں شہرو مقام ہیں:- فتنی فی الہی - (۱) فتنی فی الرسول - (۲) فتنی فی الشیخ -

بعض اولیار نے مقام فتنی فی اللہ حاصل کر کے اذ المحت کا دعوے کیا اور بعض نے مقام فتنی الرسول پا کر انا النبی کا اعلان کیا۔ اسی طرح مرتبہ فتا

تلہندا روئی

شیخ فریدان

عطاء

آمام عزالی

میرزا غلام

تائید حق

میرزا غلام

تائید حق

قریبی کے

تین قسم

فی الشیخ کا حال ہے۔ لیکن اس سالہ میں ول الذکر و مقامات کے متعلق کچھ لکھا جائیگا
 (۱) حضرت غوث انظم سید عبدالغفار جبلانی قدس ستہ کا ایک الہامی قصیدہ ہذیلۃ الرؤوفین
 کرتا ہوں۔ جس میں انہوں نے مقام فنا فی اللہ حاصل کر کے انا الحقیٰ کا دعویٰ فرمایا۔

و سیری سے فی الکون من قبل نشاتی
 دلی نشاتہ فی الحجت من قبل ۹
 اور محبت میں میری پیدائش کے دم سے پہلے کہیے
 اور میرا راد میر پیدائش سے پہلے کہیتے میں یہ کہتا ہے
 انا الواحد الفتحُ الکبیرُ بذاته
 میں ہمیں وہ واحد اور فوکسیر بذات خود ہوں
 مملکت بلاد اللہ مشترقاً و مغارباً
 خدا کے شرق اور حزب ملکوں کا مکان میں ہی ہو
 و شاهستاً ما فوق السموات کلہا
 اور میں نے دیکھ لیا ہے سب کچھ جو کہ اسماں کے اور
 وکل بلاد اللہ ملکیٰ حقیقت
 اور خدا کے ملک درحقیقت میری ملکیت ہیں
 ہجت الاسرار و معدن الانوار مصنفہ شیخ نور الدین ابو الحسن علی بن یافیہ

بن جریر الحمدی شنطوفی شافعی صفحہ ۲۴۳ حاشیہ

(۲) اس قسم کا دعا ہے حضرت محبین الدین حبشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔
 چون لوگوں کی مراددار میگویید بجو
 بے تحاشا بر سر بازار میگویید بجو
 نیست حرم یا درود یا زیارت میگویید بجو
 ہر چہ ما موسیٰ بگفت آن یا میگویید بجو
 این دوئی را از میاں بردار میگویید بجو
 من نہی گویم انا الحق یا مریم گویید بجو
 آنچہ متواں گفت اند صومعہ باز اہران
 گفتمش رازے کے دارم بالکہ گویم در جہن
 آتش عشق از درخت ہاں من پر زو علم
 لے صباگر پر سمت کرنا چہ میگویید معین

(دیوان محبین الدین حبشتی صفحہ ۵۵)

ترجمہ یہ ہے (آپ غماتے ہیں کہ یہیں خون نہیں کہتا۔ کہ میں خدا ہوں بلکہ خدا ہے)

مجھے فرمایا ہے کہ تو ایسا دعویٰ کر۔ اور جو بات کہ ایک زادہ کے سامنے ایشان نہیں کیجیے سکتا۔ اسکے متعلق کہتا ہے کہ بلا تھاشا بسر بزار پر بات کہو۔ میں نے کہا کہ جب کوئی محمد دنیا میں نہیں۔ تو یہ بات کرس سے کہوں تو جواب دیا کہ درود بیوار سے کہو۔ آتش عشق نے میری جان کے درخت سے علم اٹھایا۔ اور جو کچھ موسیٰ سے کہا گیا تھا وہ یار کہتا ہے کہ تو بھی کہتے ہے صبا اگر تم جسے پوچھا جائے کہ معین کیا کہتا ہے۔ تو کہہ سے کہ اس دونی کو درمیان سے اٹھاوے۔

(۳۶) جب تو هبّات کو رواز کھلیے کہ آواز افی انا اللہ ایک درخت سے نکلے تو پھر اسماں کو کیوں روانہ نہیں رکھتا کہ بلیزیدی کے درخت نہاد سے یہ آواز نکلے۔ کہ میراثان محمد علیہ ہمسلوبہ و اسلام کے نشان سے اونچا ہے وسحابی ما اعظم شانی درخت نہاد بلیزیدی سے ظاہر ہو۔ (تنزکۃ الاولیاء، فارسی صفحہ ۲۷۴)

(۳۷) حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب شہید بریلوی اپنی کتاب صراط مستقیم کے ص1۱۸ پر لکھتے ہیں۔ وہ ذہنہار برین موالہ تعبیب نمائی و بالفارسیں نیا اُن زیر اکہ چون از تار وادی مقدس نہ لست افی انا اللہ سب الحلمین سربرد۔ آگر از نفس کامل کہ اشرف موجودات ہست و منوہ حضرت ذات ہست آواز انا الحق برائی محفل تعبیب نہیں۔

خلاصہ و ترجمہ رخبار اس معاملہ میں تعبیب نہ کرنا۔ اور اکار سے پیش نہ آنا۔ کیونکہ جب والوی مقدس کی آگ سے آوازہ افی انا اللہ رب العالمین نکلا۔ تو آگر نفس کامل سے جا اشرف موجودات ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ذات کا منوہ ہے۔ آوازہ انا الحق نکلے تو تعبیب کا مقام نہیں۔
راسی صعنون کے چند اشعار بعض اولیاء کی مخطوطات سے تقلیل کرتا ہوں۔

(۵) اشھ

فَاعْنَمْ اذْكَرْ وَكِبِينْ وَازْبُوا	من خدايم من خدايم من خدا
اين تكن حق است والله مشير	الله الله لفتة الله مشير

بایزید
با قل

مولانا
شہید کا
وقل

ایک ولی
کا قول

میتوان مُوْسَى کلیم اللہ شد

حافظ شیخزادی رحمۃ اللہ علیہ

آنکس کہ خاک باراگل کر دو خانہ ساخت

خود در درون آمد و ما باہنا ساخت

لیکن بعض اولیاء ربانی نے مقام فنا فی الرسول حاصل کر کے انا النبی یا
انا الحَمْدُ لِكَادْعُوْیِ فرمایا۔

حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانی قدرستہ کے لفظات میں لکھا ہے کہ
آپ نے فرمایا:-

(۱) منَ اللَّهِ تَعَالَى عَلَى الْمُجَاوِسَةِ بِطِبِّيَّةِ الْمُبَاكَةِ فَكُنْتُ يُوْمًا
فِي الْخَلْوَةِ مُتَوَجِّهًا إِذْ كَانَ اللَّهُ تَعَالَى مَا خَذَنِي الْحَقُّ تَعَالَى عَنِ الْعَالَمِ
وَعَنِ الْفَسْرِيِّ ثُمَّ رَجَّنِي وَأَنْ أَقُولُ لَوْ كَانَ مُوسَى بْنُ عُمَرَ حَيًّا مَا
وَسْعَهُ الْإِتِّبَاعُ عَلَى طَرِيقِ الْإِنْشَاءِ لَا عَلَى طَرِيقِ الْحَكَامَيْتِ فَعَلِمْتُ
أَنَّ هَذِهِ الْهَقْوَلَةُ مِنْ بَقَائِيَا تَدَكُّ الْأَخْذَةِ وَإِنِّي كَنْتُ فَانِيَا فِي
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ أَكُنْ فِي ذَلِكَ الْوَقْتِ فَلَانًا وَ
إِنَّا كَنْتُ مُحَمَّلًا دَالِلَامَاصِحَّ بِي قَوْلًا قَاتَلْتُ الْأَعْلَى وَجَهَ الْحَكَامَيْتَ
عَنْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَذَّ أَوْقَعَ لِي مَرْتَأَ أُخْرَى فِي قَوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا سَبِيلُ اَدَمَ وَلِي اَدَمُ وَلَا اَخْرَى۔

(رسیف الایانی متن امصنف شیخ سید محمد بن عین الدین مصطفیٰ مطبوعہ مطبع دت پڑا مدببی)
تقریباً اللہ تعالیٰ نے محمد پر مریئہ مبارکہ طبیعت کی حمایت کا احسان کیا۔ اور میں
اکیدن نلوٹ میں اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول تھا۔ پھر کھینچ یا مجھ کو اللہ تعالیٰ
نے اس عالم سے اور اپنے نفس سے۔ پھر مجھ کو لوٹا دیا۔ اور رسید مقتدی میں یہ کہتا تھا
کہ اگر موسیٰ بن عمران زندہ ہونا تو اسکو میری تا بعداری بطور انشا کے نہ بطور حکایت
کے کرنی پڑتی۔ پس میرے نے جان لیا کہ تحقیق یہ بات بوجہ خدا کی کشش کے نتیجہ کے ہے

اور تحقیق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں فانی تھا۔ اور اسوقت میں فلان ریئنے عبد القادر نہ تھا۔ ضرور اس وقت میں محمد تھا۔ ورنہ جو کچھ میں نے کہا تھا ام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شخص حکایت ہوتی اور کچھ نہ ہوتا۔ اور اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول میں کہ میں آدم کی اولاد کا سردار ہوں۔ اور میرے لئے کوئی فخر نہیں۔ یہ واقعہ مجھ پر دوبارہ پیش آیا۔

اس عبارت میں حضرت غوث اعظم محمد ہونے کا دعویٰ کر کے فرماتے ہیں۔ کہ اگر حضرت موسیٰ بن عمران زندہ ہوتے تو ان کو سوائے میری تابعیاری کے کچھ چارہ نہ ہوتا۔ (۲) حضرت ابو یکشبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں دو شخص پاراد بیت حاضر ہوتے۔ ان میں سے ایک کو فرمایا۔ کہ ہو لا الہ الا اللہ شبلی رسول اللہ اُس نے کہا لا حول ولا قوّة الا باللہ۔ آپ نے بھی یہی کلمہ پڑھا۔ اُس نے پوچھا آپ نے لا حول کیوں پڑھی۔ آپ نے استفار کیا کہ تم نے کیوں پڑھی۔ بولا کہ میر نے تو اس سطے پڑھی کہ ایسے بے شرع کے پاس مرید ہونے کو آیا۔ آپ نے فرمایا کہ ہم نے اس سے پڑھ کر ایسے جاہل کے سامنے راز کی بات کہدی۔ اسکے بعد وسرے شخص کو بلیا۔ اور پھر فرمایا کہ ہو لا الہ الا اللہ شبلی رسول اللہ اُس نے جواب دیا کہ حضرت میں تو آپ کو کچھ اور ہر سمجھ کے آیا تھا۔ آپ تو ورے ہی گر پڑے۔ اور رسالت پر تنازع کر لی۔ فرمایا کہ اچھا تم کو بیت میں داخل کریں گے۔

(ذکرہ غوثیہ ص ۱۹۴ مطبع جوہر مندوہی)

رسالت کا ایسا دعویٰ بوجہ ننانی الرسول ہونے کے کیا گیا ہے۔ اسی مفہوم کی عبارت کتاب سیف الرانی ص ۱۷۳ پر بھی درج ہے۔

قول شیخ شبلی لتعلیمینہ اتشہد انی محمد رسول اللہ فوافقة تلمیز کہ یعنی شیخ شبلی نے اپنے شاگرد سے کہا کہ کیا تو شہادت دیتا ہے۔ کہ میں محمد رسول اللہ ہوں۔ تو اس شاگرد نے شہادت دی۔

(۳) حضرت تید عبد القادر گیلانی رحم کے ملغولات میں لکھا ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔

کام بھی
کا دعویٰ

بُوت کی ظاہری صورت اُٹھ گئی ہے۔ مگر معنی قیامت نک کے لئے باقی ہے ورنہ زمین پر چالیں اپال کیوں ہوتے۔ انہیں بعض میں بُوت کے معنے پائے جاتے ہیں۔ جن کا دل آیا ہے۔ جیسا کہ کسی بُجی کا۔ اور بعض خدا اور رسول کے خلیفہ ہیں۔ اُس نے استادوں کی نیا بُت میں رُکوں کو قائم کر دیا ہے۔ اسلئے پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ عالم پیغمبروں کے وارث ہیں۔ وہ حفاظت و عمل اور قول اور فعل کے اعتبار سے واثت نیائے گئے ہیں۔ کیوں کہ قول پا عمل کسی کام کا نہیں۔ اور بلاؤ کواد جو بالکل بیکار ہے۔

(فیض سبحانی لفظات حضرت غوث عظم صفحہ ۲۴۳ مطبع مفتاحی دہلی)

(۴) یہ بھی مقام فنا فی الرسول ہے۔

ایک شخص نے حضرت غوث اعظم سے سوال کیا کہ پیغمبروں کی طرف جیریں قاصد ہی ہے۔ اولیا کی جانب کون قاصد ہے۔ آپ نے فرمایا وہی جیریں کہ اسکے لطف و رحمت و احسان کے باعث اور ان کے دلوں و اسراروں پر نظر ڈالنے اور اپنے ہر ہیں ہو نیک سبب بلا واسطہ ناصل ہوتا ہے وہ بیداری اور خواب ہیں دل کی آنکھوں اور جمنا ہے اسرار اور تہیش کی بیداری کے باعث جیریں کو دیکھا کرتے ہیں۔

(فیض سبحانی صفحہ ۱۸۲)

(۵) قلب جب درست ہوتا ہے۔ اور قرب حق سے قارکن لیتا ہے۔ تو خدا نفع خلق کے لئے اسمیں حکتوں کی نہریں چاری کر دیتا ہے۔ اور الیسوں کو دین کا سنتن بناتا ہے۔ اس میں بڑا بُجی کا چھوٹا صھاپہ کا اور سب سے اولیٰ تابعین کا قائم مقام ہے۔

(فیض سبحانی صفحہ ۲۴۴)

(۶) حضرت خواجہ شاہ سیف الدین صاحب ترسوی رحمۃ اللہ علیہ کے لفظات میں لکھا ہے:-

کہ ایک یعنی حضرت صاحب اپنے چھرہ میں مشنوں تھے۔ اور اس حضرت پر ایک

حالت آئی تو آپ نے فرمایا۔ شعر

درفلوت گدا یاں هر سل گھجا بچنند

بایرگ و بی لذائی سماں شدکت بارا

در چهل یہ شعر حضرت احمد جام رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ اسلام کے چند اشعار کا
نقل کرنا مناسب ہے۔

امر و زشتا ہے شاہاں ہماس شدست مارا جبریل باللائک دلبان شدست مارا
یک نقطہ موجودے اندر خط شہودے در عین وحدت او قرآن شدست مارا
مدبار گاہ وحدت کثرت پھ کار آئید ہر چڑھہ ہزار عالم بیکان شدست مارا
احمد بہشت و دوزخ بر عاشقان حرام است ہر دم رضاۓ بانان فروانش ہست مارا
إن عمار توں سے ثابت ہو کا ک او لیما ما نش کے پاس بھی جبراۓ میں علیہ السلام آتا
ہے۔ ابی طرح حضرت میرزا صاحب نے بھی فرمایا ہے۔ جاء فی آتشل میرزا میر
پاس جبراۓ آتیا۔ پس کسی ولی کے پر فرماتے سے کہ مجھ پر جبراۓ آتا ہے۔ یہ گز
نہیں سمجھتا چاہیے۔ کہ اس ولی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔

(۷) مکتوب بکو لمنا صاحح کولانی

الحمد لله وسلام على عبدة الذين اصطفوا - میں شد تعلیکا
مرید بھی ہوں اور اُس کا مراد بھی۔ میری ارادت کا سلسلہ بغیر از کسی واسطہ کے
نشانے سے متصل ہے۔ اور یہ را تخد اند تعالیٰ کے ہاتھ کا قائم مقام ہے۔ سچانہ
پرسیں محمد رسول اللہ صلیم کا مرید بھی ہوں۔ اور اُس کا پیر بھائی بھی ہوں۔ میں
دوقت کے دشتر خواند پر اگر پھر میں ہر چند طفیل ہوں۔ مگر بغیر از ملامت کے نہیں
گیا اور ہر چند کے میں تائیں ہوں لیکن اصلاحیت سکھ بھرہ نہیں ہوں۔ اور ہر چند
کہ میں ساقی ہوں۔ لیکن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شریک دوقت بھی
ہوں۔ لیکن ایسا شریک نہیں کہ ہر سری کا دعویٰ کروں۔ کیونکہ یہ کفر ہے۔

(۸) رکتو بات مجدد الف ثانی جلد سوم مکتوب نمبر ۸۰

ہایہ والث رواست ک شخھے از راه قرب ولايت بقرب نبوت

رسد و رسہ دو معامل شرکی یا بشد۔ (رکتو بات جلد سوم ص ۱۲۳)

جا نشاہا ہیئے کرو دا ہئے ک ایک شخص قرب ولايت کے راستہ سے قرب نبوت

امد جاہی
کے اشعار

محمد علی
کامدوئی
اقوال

حاصل کر سے ۔ اور دونوں پہلویں شرکیں ہیں ۔ اس حوالے سے ثابت ہے کہ اگر کوئی دلی
یا بزرگ یہ کہدے گدیں ایک پہلو سے بنی اور ایک پہلو سے امتی ہوں ۔ تو اسے
بھی دعوے پر ثبوت ثابت نہیں ہوتا ۔

(۹) چون شریعت خاتم الرسل علیہ مصلوٰۃ والتسلیمات اذ شخ و تبدیل محو
است ۔ علماء امت اور حکم انہیا دادہ کا رتفویت شریعت و تائیدت ایشان
تفویض فرمودہ ۔ (مکتبات جلد اول مکتبہ ۲۰۹)

ترجمہ: ۔ چون کہ شریعت خاتم الرسل علیہ مصلوٰۃ والتسلیمات اذ شخ و تبدیل محو
تبدیل سے محفوظ ہے ۔ اس لئے امت کے علماء کو انہیا کا حکم دیا گیا ہے ۔ اور
شریعت کی تقویت اور نسبت کی تائید ان کے سپرد کیجیئی ہے ۔

(۱۰) درین ایشان ہمیں است یہ تبیعت بین تجلی مخصوص ان و بین دلت
عظیم مشرف لہذا خیر الامم گشتہ و علماء ابن لا دریگ انہیا، بنی اسرائیل شدہ ۔
(مکتبات جلد اول مکتبہ ۲۳۵)

ترجمہ: ۔ دوسری ایتوں میں سے یہی ایک امت ہے ۔ جو تعالیٰ جداری کی
وجہ سے اس تجلی سے مخصوص ہے اور دولت عظیم سے مشرف ہے ۔ اسی واسطے
بہترین امت ہے اور اس امت کے علماء انہیا، بنی اسرائیل کے رنگ میں ہیں ۔

(۱۱) اسے پیغمبر اول والغزם مبعوث یگشت و احیا بر شریعت جدید کے کر د
ثملت است پیغمبر اول والغزם مبعوث یگشت و احیا بر شریعت جدید کے کر د
و دین امت کو طیب الامم است و پیغمبر ایشان خاتم الرسل علیہ وعلیٰ الہ مصلوٰۃ
والتسلیمات ۔ علماء امیرتہ انہیا، بنی اسرائیل دادہ اند و وجود علماء و جدوانہیا کفایت
فرمودہ اند لہذا بر سر بر ماۃ اzungلائے این امت مجددے تعین مینا نہ کہ اجیئے
شریعت فرما یہ ۔ (مکتبات جلد اول مکتبہ ۲۳۷)

ترجمہ: ۔ اسے لٹکے یہ ایسا تاریکی کا زمانہ ہے ۔ کہ جس میں پہلی ہتوں
میں پیغمبر اول والغزם مبعوث ہوتا تھا ۔ اور نئی شریعت لیکر آتا تھا ۔ اور اس امت میں

جو بہترین امتت ہے۔ اور اُس کا پیغمبر آخری پیغمبر ہے۔ علیہ الصافۃ والسلام ہے علماء کو مرتبہ انبیاء نے بنی اسرائیل دیا گیا ہے۔ اور وجود علماء نے وجود انبیاء سے مستغفی کر دیا ہے۔ اس لئے ہر عدی کے سر پر علماء امت میں سے ایک حجہ داموں کیا جاتا ہے۔ ہجر شریعت کو زندہ کرتا ہے۔

حضرت حبود صاحب نے ایک لطیف نکتہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

فی الواقعہ اولیاً رکی موجوڈ گی میں امّت حمّیہ کو انبیاء رکی حاجت نہیں۔ کیونکہ ولی اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ مگر تبی اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے کوئی نام نہیں بیجیسا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طفیل آپ کی امّت یہ شہنشاہ پیدا ہو سکتے ہیں۔ تو اگر بادشاہ پیدا نہ ہوں تو کوئی شریخ کا مقام نہیں لے سکتا مفہوم فخر ہے۔ حضرت علیہ الرحمۃ علیہ السلام کی شان میبا رک میں حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ خوب فرمایا ہے۔

شعر

او سنے اذاخت بر و سے علی رحمۃ افتخار بہرنی وہروی

اب ہر ایک پڑھنے والا ولی اور نبی میں خود فرقی کر سکتا ہے۔

حضرت موسیٰ صَلَوَاتُ اللہِ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ وَسَلَّمَ خضرع کا ذکر جو سورۃ کہف میں آیا ہے۔ اسی حقیقت کو ظاہر کرتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نبی اول المعرفت تھے۔ مگر حضرت خضرع ولی تھے۔ لیکن با اینہمہ حضرت موسیٰ بعض خاص روحانی علوم کے سیکھنے کے واسطے حضرت خضرع علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ لیکن حضرت خضرع نے ران کو فرمایا کہ یہ علم آپ کے فہم اور اداک سے بالاتر ہیں۔ آپ نہیں سیکھ سکتے اور نہ ان کو برداشت کر سکتے ہیں۔

بنی اسرائیل کی ایک جماعت میں نبی وقت کی دعا پر ایک بادشاہ طالوت نامی مقرر کیا گیا۔ لوگوں نے جب اس پر اعتراض کیا۔ تو ان کو جواب دیا گیا و ذاد کا بسطۃ فی العلم والجسم۔ رب ق ۲۲۹

بیٹے اللہ تعالیٰ نے اس کو علم و جسم میں بڑی وسعت دی ہے۔ پس علم

اور معرفت صرف انبیاء سے مخصوص نہیں۔ بلکہ ہو سکتا ہے کہ ایک غیر نبی ایک نبی سے بعض علوم میں بڑھ جاتے۔ جیسا کہ اوپر ثابت ہو چکا ہے۔ پرسی لی ہونا اور پھر امت محدث کا ولی ہونا کوئی معمولی بات نہیں۔

(۲۴) تابع متبوع ہے نہیں تباہت پیدا میکنے کو گویا اسم تبعیت ازین
 میخیزو۔ فامتیاز تابع و متبوع زایل می گردد۔ و چنان متوجه میشود۔ کہ تابع در رنگ نبی متبوع ہرچہ می گیرد از اصل می گرد و گویا ہر دوازیک چشمہ آب میخوند و ہر دو آغوشن یک کنارا نہ۔ و ہر دو دیک بسترانہ۔ و ہر دو در رنگ شیر و مشکرانہ۔
 تابع کجا و متبوع کدام و تبعیت کرا در اتحاد تسبیت تغایر گنجائش ندارد۔
 والمتیاز تابعیت و متبوعیت اصلًا مشهود میشود۔

(مکتوبات حبید و مکتب ۵۵)

ترجمہ۔۔۔ ایک تابعدار اپنے متبوع سے ابیس طور پر مشاہرت پیدا کریتا ہے۔ کہ تابعداری کا نام در میان سے اٹھ جاتا ہے۔ اور تابع اور متبوع کا فرق یا کلکل زایک ہو جاتا ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تابع اپنے نبی متبوع کے رنگ میں ہو کر جو کچھ حصہ حاصل کرتا ہے، وہ اصل (خذلانے) سے حاصل کرتا ہے گویا دونوں ایک چشمہ سے پانی پیتے ہیں۔ اور دونوں ایک دوسرے سے بغلیر ہیں۔ اور دونوں ایک ایک بسترے میں ہیں۔ اور دونوں اپس میں شیر و مشکر ہیں۔ تابع کہاں متبوع کون۔ اور تابعدار کیس کی۔ اتحاد میں تسبیت غیریت گنجائش نہیں رکھتی۔
 اور تابعداری اور متبوعیت کا کوئی فرق معلوم نہیں ہوتا۔

وہ بھی مقام فنا فی الرسول ہے جس میں متنیع کامل پہنچ کر علی الاعلان پر دعویٰ کرتا ہے کہ مجھ میں اور رسول میں کوئی فرق نہیں ہے۔ بلکہ بعض اور یا نے اپنے آپ کو نبی اور رسول ظاہر کرتے ہوتے۔ اپنی رسالت کا کلمہ مجھی پڑھوا یا۔۔۔ مگریں الفاظ یا اس قسم کے اور الفاظ صرف اتحاد لوار مقام فنا فی الرسالت کو ظاہر کرتے ہیں انکے پیروں کو یہ حق نہیں پہنچا کر وہ اپنے پیشواؤ کو حیثیت رسول پیش کریں۔ کیوں کہ پی

منصب رسول منتقل کا ہے۔

(۱) کمل تابعان انبیاء علیہم صلواۃ والتسلیمات نبھتے کمال تابعت و فرط محبت بلکہ بعض عنایت و موبہت بجیع کمالات انبیاء مسٹو عدو خود را جذب بینا چید و بکیت برگزاریاں منصیغ میگردند حتیٰ کہ فرق نے ماند درمیان سبوعان تابعان الایالاصالۃ والتبعیۃ والاولیۃ والاخیریۃ فیکیف یقصو المساوات بین الاصل والظلل۔ (رکتویات جلد اول مکتبہ بنبر ۲۳۸)

ترجمہ: — انبیاء کے کامل تابعداران کامل تابعداری او سکریٹریت صحبت کی وجہ سے بلکہ حض عنایت اور خشش سے اپنے بنی تیمور کے جملہ کمالات کوئی اندر جذب کر لیتے ہیں۔ اور بالکل ان کے رنگ میں زمینیں ہو جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ امتیوں اور ثبویں میں کوئی فرق نہیں رہتا۔ مگر صرف اسیقدر کہ ایک بنی برادر ہوتا ہے۔ اور تابعدار بوجہ تابعوت یا یہ کہ بنی مقام ہوتا ہے اور تابعدار موخر پس اصل اور ظل کے درمیان مساوات تصور نہیں ہو سکتی۔

اس عبارت میں حضرت محمد صاحب ظلی نبوت اور مقام فنا فی الرسول کا دعویٰ کرتے ہیں۔ مگر ظلی نبوت یا فنا فی الرسالت فی الواقعہ نبوت نہیں وہ الفاظ ظلیلت یا فنا نیت وغیرہ کو ایزا کرنے کی ضرورت نہ سخن۔

(۲) منجملہ اس کے ایکیہ ہے کہ قیامت تک اس تحریمہ میں کتنے عادنا ہو کریں گے اور کتنے کشفی اور عقلی دلیلیوں سے اسرار احمد حقائق کے خبردار پیدا ہونگے۔ اور بہتیرے ایسے مزکے و مصیف ہوں گے۔ کہ ان کو انبیاء علیہم الصلواۃ والسلام کے ساتھ مشا بہت ہو گی اور رسالت کے ظل ہوں گے اور جس موقع سے انبیاء لوگ علوم غیبیہ اخذ کرتے تھے اسی جگہ سے یہ لوگ بھی حاصل کریں گے۔ اسواطے ایسے لوگ انبیاء کے اُستاد بہماں گھملاتے ہیں۔ الگرض یہ لوگ اس درجہ کے ہوتے ہیں۔ کہ

اگر بھی کام ہونا ختم نہ ہوتا تو منصب نبوت پر یہ لوگ قائم ہوتے۔ حاصل کلام ایسے لوگ قیامت تک ہوں گے۔

(تہبید کتاب صراط مستقیم مصنفہ حضرت مولانا مولیٰ محمد اسماعیل صاحب شہریہ بلوحی)

(ترجمہ عبد الجبار۔ طبعہ مطبع ذکر نواب عبد القدوس صاحب مسیالہ و مطبع قدسی)

(۱۵) ”اور با وجود دیکھ عہدہ نبوت کا ختم ہوا تب بھی واسطے متفاوت ہو جائے۔

اوقات اور اشخاص کے عہدے امامت کے مقرر ہوئے اور منصب امامت کا حقیقت میں ظل نبوت کا ہے اپنی نہ ہوں گے مگر امام زمان ہو کریں گے۔ (مقدرہ تہبید صراط مستقیم ص ۱۶)

(۱۶) اور امامت اس دورہ کی ایسکے حوالہ کرتے ہیں۔ اور یہ مقام پذیراتہ

مقام حضرت خاتم النبیوں اور فاتح الولایت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے۔ لیکن یہ تبیعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مقام کا نمونہ

اپ کے بع恥 اتباع کرام کو ارزانی رکھتے ہیں انکو فوجیں
اور خاتمیں پہلتے ہیں۔ (صراط مستقیم ص ۱۷)

(۱۷) موضع کو ٹھیک چھیل صواب ضلع پشاور میں ایک بزرگوار گذرے ہیں۔
جن کا اسم گرامی حضرت سید امیر ہے۔ تدس سرہ۔ ان کے ہبھات اور بلفظات
کو ان کے ایک مرید خاص علامہ دہرو فہماہ عصر مقصود باشد ملا صقی اللہ اخوندزادہ
نے اپنی کتاب موسومہ نظم الدین تسلیک السیر میں قلمبند کیا ہے۔ اس کتاب سے کچھ
لطف کیا جاتا ہے۔

”الہام کردہ شدیاً حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ روزہ و شنبہ بیت و یکم
ماہ ربیع این آیت ۱۷۔

یا ایہا النبیٰ اتق اللہ و لا تطع المکارین والمنافقین (ان
اللہ کان علیہما حکیماً۔

لند کان لکم فی رسول اللہ اسوة حسنة لمن کان یرجو اللہ والیع
آخر و ذکر اللہ کثیراً - (نظم الدرر فی تسلیک الیسر ص ۱۵۲)

ترجمہ: - آنحضرت رضی اللہ عنہ پر ہر قذ و دشنبہ تاریخ ۲۳ ماہ ربج
یہ آئینہ الہام ہوئیں -

اے نبی اللہ سے ڈرو - اور کافروں اور منافقوں کی تا بعداری مت
کرو - تحقیق اللہ علم والا اور حکمت والا ہے -

تو ہمارے لئے جو اللہ اور قیامت کے دن کی امید رکھتا ہے رسولؐ کی
پیروی کرنی بہتر ہے -

عہارت بالاسے ثابت ہے کہ حضرت صاحب کو ٹہنہ شریف کو الہام آئی
میں نبی کے لفظ سے مخاطب کیا گیا - لیکن اس سے مراد بیوت جزوی لی جائے گی
یا مقام فنا فی الرسول سے تعبیر کی جائے گی -

(۱) التیمین فی قویہ کالنتی فی احتمله - مثابہ کرد اللہ تعالیٰ
شیخ را بانی و در بنی بعثت بود - و در شیخ میز لیشت شرط گردید - بچے قسم مشاہد
پس ہر کہ میتوث نیاشد مشیخت را نمی شاید - (کتاب مذکور ص ۱)

(۲) بهائکہ لبعثت عبارت است از رسالت پس ہر میتوث میں ہست -
(کتاب مذکور ص ۱۱)

ترجمہ: - شیخ اپنی قوم میں آیا ہوتا ہے - جیسا کہ نبی اپنی امت میں -
اللہ تعالیٰ نے شیخ کو نبی سے مشاہدہ دی ہے - نبی میتوث ہو گرتا ہے اور
شیخ کے لئے بھی بعثت شرط ہے - واسطے قسم مشاہد کے - پس ہر میتوث میں
وہ شیخ ہونے کے قابل نہیں -

اور ہم کہ لبعثت سے مراد رسالت ہے - اور ہر میتوث رسول ہوتا ہے -

جب بقول حضرت صاحب کو ٹہنہ شریف ہر میتوث رسول ہوتا ہے - تو معلوم ہتا
کہ ہر مجدور رسول ہوتا ہے - کیونکہ ہر مجدور میتوث ہوتا ہے -

(۱۸) وزیر انتقال نموده نور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم میر سرچن
بین نور رسید۔ عین ذات پیغمبر خدا صلعم میشود۔ و چون اذ انجا انتقال نماید
و نور خاص خدا جل و علیہ میر سر۔ دران وقت فانی گردد۔ در ذات حق بجا نہ دے
پیغمبر صلعم جاتا ہے۔

(کتاب مذکور صفحہ ۱۲۰)

ترجمہ: اور اس نور سے انتقال کر کے خاص نور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچ جاتا ہے۔ اور جو شخص اس نور میں پہنچتا ہے۔ وہ عین ذات پیغمبر خدا صلعم ہو جاتا ہے۔ اور جب اس سے انتقال کرتا ہے۔ اور خاص خدا انتقال کے نور میں پہنچتا ہے۔ تو اسوق ذات حق بجا نہ دے، وصالے میں فنا ہو جاتا ہے۔

اس حوالہ میں بھی پہنچ کریا گیا ہے کہ ایک امتی پوجہ کمال متابعت عین ذات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہو جاتا ہے۔ لیں اگر آئیے مقام میں پہنچ کر کوئی بزرگ یہ کہیں نہیں اور رسول یا محدث ہوں۔ تو کوئی حرج لا زکر نہیں آتا۔ کیونکہ اسوق اُسکا نفس نہیں بولتا۔ اور نہ اُسکا نفس درمیان ہوتا ہے۔ بلکہ خود نور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے اندر بولتا ہے۔ سو محمد صلعم کی پوتے۔

(۱۹) کتاب مناقب الحجوبین کے ص ۲۳۹ و ۲۵۰ پر بہت سے اشارہ حضرت خواجہ شاہ سیدمان صاحب توشی رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں درج ہیں۔ جن میں سے بعض نقل کرتا ہوں۔

شعر

اتم کے لاکھوں یا ایک لفڑی مم کے ساتھ ہورہا مدھوں و بیخودہستی علم سے دُور پھر تبسم ہے تمنا ہے سراپا ہے شوہر عرش و کرسی و کو اکیلہ نہ تیرے کا فہر تو ہے خود نور حسینی تو ہے منتاج طوفان	قم باذن اللہ تھا اعجاز ایک عیسیٰ کے تھے وادی ایک میز جب سوئے نیکھانوڑ طور تو حکیم اللہ ہر دم دیکھتا ہے عین نور قریبے نور ذات مطلق دو جہاں تیرا ہے نور قریبے شمس اور تو قرادر قریبے نور فوق نور
---	--

ہے تیرا ختم ولایت خاتم نبھشتی
کیا عجب شان دلائیت رب پیغمبری
بعض مسلمان حضرت سیع کی انتقال میں آسمان کی طرف دیکھ رہے ہیں۔
اُن کو معلوم ہو کہ جب اُمت محمدیہ کے اولیا میں یہ طاقت موجود ہے۔ کہ ان کی ایک
نظر اور ایک لفڑ میں لاکھوں سیحا پیدا ہو سکتے ہیں۔ تو پھر ایک سیع کی انتقال
میں کیوں بیٹھے ہیں۔

حضرت مولانا رومی رحمے کیا ہی غوب فرمایا:-

اچھو مریم جان ازان آسیب جیب
حاملہ شد اذ سیع ولغیب

حافظ شاہ نیاز احمد صاحب دہلوی فرماتے ہیں:-

احمد اشمشی منم عیسیٰ میری منم
نم منم نمنم نمنم نمنم نمنم

خواجہ معین الدین پشتی فرماتے ہیں:-

وَسَهْدَمْ رُوحُ الْقَدْسِ إِنَّدَمْ مَعْنَىٰ هَذِهِ
مَنْ مَنْ دَمْ دَمْ مَرْمَنْ عِيَسِيَّ ثَانِيَ سَهْدَمْ
خواجہ عافظ شیرازی رم

فیض روح القدس ارباد مدد فرمائید
دیگران ہم نکشد آن پھر مسیح اکبر

پھر اس کتاب کے ۲۵۴۲ پر کھا ہے:-

(۳۰) شفیع از حضرت صاحب پرسید کہ یا حضرت رسول علیہ السلام فرمودہ
قال علیہ السلام من و انی فقد ساخت الحق۔ حال باچہ طور پا شد یا نچارہ چکونہ
زیارت رسول علیہ السلام کنیم۔ فرمودند شما مرا ہے بنیہ سہچان باشد۔ کہ آن حضرت
صلوات اللہ علیہ وسلم را دیہ پشتید۔ کاتب الحروف گوید حضرت صاحب؟ بوجبارین یہی ثبت
شرف فرمودند کہ الشیخ فی قوہ کالنبوی فی امته یعنی مرشد در مریدان
خود مثل پیغمبرت در امت و سے نیز المتأتب کا ملئیب پس اولیاء اللہ و
علماء راسخین نائبان رسول علیہ السلام اندھہ کہ زیارت او شان کند گویا زیارت رسول
علیہ السلام کردہ باشد و سہچان حدیث صحیح آمدہ ہست کہ ہر کہ نماز عقب عالم و متقد و صالح
بجزاند گویا عقب رسول علیہ السلام خواندہ باشد و اقتدا با تحریفت صلی اللہ علیہ وسلم کر دشیا

(۲۴) مشنوی مولانا رومی رہ میں یہ شعر لکھے ہیں :-

چوں ببلوی دست خود رہت پیر بھر حکمت گول طیف ہست وغیر

اوپنی وقت خوشیں است اے مرید تا از و نور دن بھی آید پرید

مکر کن در کار نیکو خدمتے تا بتوت یابی اندر است

صاحب بحر العلوم شعر ثالث کی تشریخ یوں کرتے ہیں :- (دفتر پنجم ص ۳)

"از مراد تندیسیر است - و مراد از نبوت مرتبہ ارشاد است پس این نبوت علمہ

است و با این نبوت عالمہ اولیا میر سند - وایشان را الائھیاء والاولیاء

میگوئید - و این انبیاء واللیاء لازم است کہ تابع بنی شریع باشد

..... خطاب حق را می دید ابو بکر وے باخت از حق وقت نزول آن بر رسول

و بر لسان رسول پس بنی اذ اولیاء بود و این اولیا عاز انبیاء ر تابع بنی

شرع میباشد و وایشان را شرع مستقل نہیباشد و این مقام

را نبوت مطلق میگوئید - پس معنی قول تا بتوت یابی اندر است - آنست کرتا

مقام نبوت مطلق حاصل در امت شود - و با وجود بوردن از امتحت و با وجود بوردن از

تابع رسول شرع محمد اور ابنا الحق میر سد -"

تل جملہ :- مکر سے مراد تندیسیر ہے اور نبوت سے مراد مرتبہ ارشاد ہے

پس پہ نبوت عالمہ ہے - اور اس نبوت پر اولیاء پہنچتے ہیں - اور ان کو بنی اور

ولی کہتے ہیں اور ان انبیاء واللیاء پر لازم ہے - کہ صاحب شریعت بنی کے تابع

ہوں حق کے خطاب کو ابو بکر دیکھتا تھا - اور اس کو معلوم کرتا تھا

جبکہ وہ رسول پر نازل ہوتا تھا یا رسول کی زبان پر پس وہ بنی اولیاء میں سے تھے -

اور یہ ولی اور بنی صاحب شریعت بنی کے تابع ہوتے ہیں اور انکے لئے کوئی مستقل

شریعت نہیں ہوتی اور اس مقام کو نبوت مطلق کہتے ہیں - پس اس

قول کا تا بتوت یابی اندر است - یہ منع ہوا کہ تا بتوت مطلق کا مقام امت کو حاصل

ہو - اور با وجود ہونے امتنی اور با وجود ہونے تابع دار شریعت اسکو غیب کی خبر پی

حداکی طرف سے اپنیں۔

(۳۴) نبوت تشریع و رسالت تشریع اگرچہ منقطع ہت بعد آن سرور
صلح لیکن اولیاء امت را کہ علمائے صالحان اندمر تبہ نبوت اللہ تعالیٰ عطا فرمودو
است۔ (بiger العلوم و فتوی ششم)

متعجب ہے۔ نبوت تشریعی اور رسالت تشریعی اگرچہ منقطع ہو چکی ہے۔
بعد آن سرور صلح لیکن اولیاء امت کو جو علماء صالح ہیں اللہ تعالیٰ نے مرتبہ نبوت
عطافرایا ہے۔

عبارات بالا سے ثابت ہے کہ نبوت مطلق یا نبوت عامہ پر سب اولیاء
چھپتے ہیں۔ جن کو ولی اور بنی کہتے ہیں۔ چونکہ یہ نبوت عام ہے سلسلے کی خاص شخصیت
محضوں نہیں۔ ہاں بعض اولیاء بعض خاص خدمات کے لحاظ سے محضوں ہوتے
ہیں۔ العزم اس نبوت ولایت کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ تاکہ ہر زمان
یعنی بشی کیم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات اور قوت قدری کا تازہ بیانہ ثبوت ملتا
لہے۔ اور تاکہ دنیا پر روشن ہو جائے کہ آپ کے برکات ختم نہیں ہو گئے۔ بلکہ آپ
بھی ہی سطح سے موجود ہیں جس طرح ہے تھے اور قیامت تک موجود رہیں گے۔
راسلے صرف آپ ہی حیات الہی ہیں۔

(۳۵) قال الشیخ حمی الدین فی حَقْرَةِ الْجَنَیلِ آدْسَكَ
رسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلٰیہِ وَسَلَّمَ الْعَالَمَ فی صُورَةِ الْدَّلِیلِ وَلِذٰلِیلِ
کَانَ یُؤْعَلُ بِهِ، وَبِیَاہٌ وَهَذَا هُوَ مَا أَبَقَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی الْمُهْمَّةِ
مِنْ أَجْنَابِ النَّبِيَّةِ، فَإِنْ مَطَّلَقَ النَّبِيَّةِ لِحَدِیثٍ تَفَعُّلٌ وَإِنَّمَا
إِسْرَاقَعَتْ نَبَوَّةُ التَّشْرِیعِ فَقَطْ كَمَا یُؤْبَدِلُهُ حَدِیثٌ مَنْ حَفَظَ
الْقُرْآنَ فَقَدْ أُدْرَجَتِ النَّبِيَّةُ بِکَیْنَ حَبْنِیَهُ فَقَدْ قَامَتْ بِهِ مَذَلَّلَ
النَّبِيَّةِ يَلْمِثُكَ وَقُوَّالَهُ صَلَّیمَ فَلَأَبْنَیَ بَعْدَهُ وَلَأَسْوِلَهُ الْمَادِیَهُ لِاَمْشَرَحَ بَعْدَ
رَأْیَاتِهِ وَالْجَوَاهِرِ صَنْفَهُ حَضَرَتِ الْمَامِ الْعَالَمِ بَانِیَ سَیدِ عَبْدِ الْوَهَابِ الشَّرَاعِیِّ بَنْثَانِیِّ مَذَلَّلِ بَنِیِّ

اویسا دارک
نبوت کا
مرتبہ نہیں۔

نبوت غیر
تشریعی جا رک
ہے

ترجمہ۔ شیخ حمی الدین حضرت النبی میں ارشاد کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلیم نے علم کو دودھ کی شکل میں پایا۔ اسلئے دودھ کی خواہ کی تعبیر علم سے کیا کرتے تھے۔ اور اجزاً انبوت میں سے یہی وہ چیز ہے۔ جسکو اللہ تعالیٰ نے امت کیلئے باقی رکھا ہے۔ کیونکہ مطلق بوت نہیں رفع ہوئی۔ بلکہ نبوت تشریف اٹھائی گئی ہے۔ جیسا کہ اس کی تائید یہ حدیث کرتی ہے۔ کہ جس نے قرآن کو یاد کیا۔ پس بلاشک بوت اسکے دونوں پہلوؤں میں درج کیا گئی۔ پس بیشک بوت اس طریقے سے قائم ہوئی۔ اور آنحضرت صلیم کا یہ قول کہ میرے بعد کوئی بُنی یا رسول نہیں اس سے مرد نہ برت تشریف کی نفی ہے۔

اس حوالہ سے بھی ثابت ہوا کہ تمام علماء ربانی اور اولیاء بزرگانی غیر تشریفی بُنی تھے۔

(۳۴) وَقَدْ أَغْلَقَنَ اللَّهُ تَعَالَى بَابَ التَّنْزِيلِ بِالْحُكْمِ الشَّعْعِيَّةِ
وَمَا أَعْلَقَ بَابَ الْمُتَنَزَّلِ بِهِ بِالْعِلْمِ، هَذَا عَلَى قُلُوبِ الْأَوْلَيَاءِ فَإِنَّ
هَوَالْتَنَزُّلُ الرُّوحَانِيُّ بِالْعِلْمِ وَذَلِكَ لِيَكُونَ الْأَوْلَيَاءُ عَلَى بَصِيرَةٍ
فِي دُعَائِهِمْ إِلَى اللَّهِ بِهَا كَمَا كَانُ مُوسَى ثُمَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَذَلِكَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي ادْعُوا إِلَى اللَّهِ عَلَى
بَصِيرَةٍ إِنَّا وَمَنْ اتَّبَعَنِي۔ (ابو القیت: الجواہر جلد ثانی صفحہ ۶۷۔ مطبوعہ مدرسہ
ترجمہ:۔ تحقیق احکام شریعت کے اُترنے کے دروازے کو اشد تلاش
نے بند کر دیا ہے۔ لیکن علم کے ذریعہ ان کے اُترنے کا دروازہ اولیاء کے قلوب
پر بند نہیں کیا۔ جو کہ علم کی وساطت سے نزول روحانی ہے۔ تاکہ ان احکام کی
وجہ سے اولیاء اللہ اپنی دعاویں میں رجائش کی طرف کرتے ہیں، بصیرت پر میں
جبکہ ان کا مورث صلیم تھا۔ ہمیو اس طرف فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ کہہ دو یہ میرا
رسستہ ہے پکارتا ہوں میں اللہ کی طرف اور میں اور میرے متبوعین بصیرت
والے ہیں۔

بعض از اہت
گردنی شیوں
اور سارے رسول کا
دین پھل
کریں گے۔

(۳۵) آیتہ - السابقون السابقون أولئک المقربون - کی تفسیر میں یوں لکھا ہے لِغَمَّا انْ يَكُونَ بعْض الْأَمْمَةِ مَعَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ سَابِقِينَ فَيَكُونُ فِي دِرْجَةِ الْأَنْبِياءِ وَرَسُولُ الْمُؤْمِنِينَ وَلِعُلُوٍ فِي قَوْلِهِ عَلَمًا إِمَامًا كَانَ بَنِي إِسْرَائِيلَ اشَارَةً إِلَى هَذَا -

(تفسیر نیشاپوری بر حاشیہ ابن جریر مطبوعہ مصر ص ۱۶)

ترجمہ: السابقون السابقون کی تفسیر میں یوں لکھا ہے کہ

اس آیت سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ بعض افراد اُمّتِ محمدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ سَابِقِينَ میں سے ہو کر درجہ انبیاء اور گذشتہ رسولوں میں داخل ہوں۔ غالباً بھی صلعم کے اس قول میں کہ میری اُمّت کے علماء مثل انبیائے بنی اسرائیل ہیں۔ اسی کی طرف اشارہ ہے۔

ان حالات سے ثابت ہوا کہ زوال علم و معارف الکتبیہ ابڑا نبوت میں ہے ایک جزو ہے۔ جس کو نبوت مطلق یا نبوت غیر تشریعی کہتے ہیں۔ اور اس نبوت کا دروازہ بند نہیں۔ صرف نبوت تشریعی کا دروازہ بند ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ نبوت غیر تشریعی کسی خاص قدر سے فضوس نہیں ہے۔ بلکہ یہ نبوت عامہ ہے۔ جس پر علمائے ربانی اور اولیاء کرام پہنچتے رہے ہیں۔

(۳۶) خَيْثَنِ تَكُونُ وَاسِرَثُ كِلِّ رَسُولٍ وَنَبِيٍّ حَصَدِينَ -

پس اسوت تو ہو گا میراث خور کل سپتہریوں اور صدیقوں کا۔ جو کچھ کہ اُن سے رہا ہے۔ اور مرتبہ علم اور دین اور منصب ارشاد و ہدایت تھے کو ملیکا کیونکہ ولایت نبوت کا نظر ہے۔ رشرح فتح النیب حضرت شیخ عبدالقدیر جیلانی رحمۃ الرحمۃ علیہ (حضرت شیخ عبد الحق محدث ہوئی)

(۳۷) مَرْتَبَهُ أُوتَيْتُ جَوَامِعُ الْكَلَمِ وَمِنْهُ أَيْسَى كَلَمَاتِ دَيْرَى كَيْ

ہیں جو جامع ہیں) جو خاص کلام حضرت خاتمیۃ علیہ الصلوٰۃ والتسدیقات ہے اور ان کلمات سے ہر کلمہ جامع ساکنان را فرب اور وصول کر لئے ایک قادرہ کلیۃ

نقلي نبوت

اور کامل و سور العل ہے چونکہ ولایت درحقیقت نبوت کا قلل ہے
پس جو کچھ اس شخص میں ہے وہ سایہ میں بھی ہو دیا ہوگا۔ خصوصاً ولایتہ کبڑی۔
(شرح فتوح الغیب صفحہ ۱۲ و ۱۳) مطبوعہ نوکشور مذکور
ان عبارتوں سے بھی ظلی نبوت ثابت ہوتی ہے۔ پس معلوم ہو اکہ ظلی نبوت
پر اولیاء کرام پہنچتے رہتے ہیں۔ اور ظلی نبوت فی الواقعہ ولایت ہے۔ ذکر نبوت۔
(۳۸) حضرت مولانا مولوی محمد اسماعیل مساحب شہید اپنی کتاب نصب اہت
میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ خلیفہ ارشد حکیمانی است (یعنی خلیفہ کامل بنی کا حکم رکھتا ہے)
ر ۳۹) فتح الباری جلد ۱۲ ص ۱۳ میں لکھا ہے:-

فَلَمَّا قُلَّتْ طَبِيعَةُ الْمُسْلِمِ الْمَادِقُ الصَّالِحُ هُوَ الَّذِي يُنَاسِبُ حَالَهُمَا
الْأَنْبِيَا إِنَّ فَكَرْمَنَبْوَعٍ كَمَا أَكْرِيَرَوْهُ الْأَنْبِيَا وَهُوَ الْأَطْلَانُ عَلَى الْغَيْبِ
تَرْجِمَه:- تربی نے کہا ہے، کوئی مصادق اور صالح دہی ہے جس کا
حال انبیاء سے مناسبت رکھتا ہو۔ پس وہ عزت کیا جاتا ہے۔ اس خاص نوع
سے جیسا کہ اس سے انبیاء مقرر کئے گئے۔ اور وہ امور غیریہ پر الٹائے پاتا ہے۔
(۴۰) حضرت مولانا مولوی محمد اسماعیل شہید مرحوم کتاب صراط مستقیم کے
صلک ۱۲ پر لکھتے ہیں:-

”پس ہر کو مراقبہ ذات بمنشائیت کمالات نبوت خواہد کرد۔ البتہ اور
ایمکنیت از معانی نبوت کے ادنائے آن خواب ہا ذیکرت نایز خواہندست
ہمچینیں در درجہ دو یک منظر سالت براؤ فایز خواہد شد“

تَرْجِمَه:- پس جو شخص مراقبہ ذات بمنشائیت کمالات نبوت کرے گا۔
تو اسکو نبوت کے معنوں میں سے ایک منظر پر کہ جس کا ادنائے درجہ ذیکر خوابیں ہیں
فایز کریں گے۔ لیکن درجہ دو یک میں اسکو سالنک منظر فیضیا کیتیجی نیجت بھی عام ہے
جس پر اولیاء سابقین پہنچتے اور قیامت تک پہنچتے رہیں گے۔
پس اس قدر حوالہ جات کی موجودگی میں کوئی اہل علم حق نہیں رکھتا کہ اس قسم

معنوں کو درجہ
نبوت رکھتے ہیں
فایز کریں گے۔

کی بہوت کوکسی خاص فرو سے مخصوص کرے۔ یا اُس کو کفر و بدرعت فرار دے۔

چونکہ میں حضرت میرزا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو زمرة
مجدوین واولیا رامت سے سمجھتا ہوں آنحضرت کی تحریر
سے انکے دعا وے وغیرہ کے متعلق کچھ نقل کرتا ہوں:-

کہ باشان نمایاں خدا نما باشد	ہمار زینع بشر کامل باز خدا نما باشد
ہم استقامت او ہچھا نیبا باشد	صفات او ہبھہ ظل صفات حق پا شند
پر آئید کان کہ بیدن نائے خدا نما باشد	ازین بود کہ چھ سال صدی تمام شود
کہ او مجدد این دین و راسنا باشد	رسید مردہ زغیبم کہ من ہمار مردم
ذلتے نفع نمایاں بسامم باشد	لوائے ما پنہ ہر سعید خواہ بدو
کہ ہر کچھ کہ غنی مے بود گدا باشد	عجب مدار اگر خلق سوئے من بدنو
بیان ماست اگر قسمت سا باشد	گلے کہ روئے خزان اگلہ خواہ دید
منم خلینہ شاٹھ کہ بر سما باشد	منم سچ بہانگ بلند مے گیوم
ہزار ایارل و جان پھر ہم فدا باشد	مقدہست کہ روز سے بیریں دیمیں
منم چھل داحمل کہ محبت باشد	منم سچ زمان و منم کلیلو خدا
کہ کفر نزد تو ابرار را سزا باشد	مرا بکفر کنی متهم ازین گفتار
بیا یہش کہ روز سے تغلب مایا شد	کسیکہ سایہ بال ہمکش سود نداو
ذن اساعد تے بخت نارسا باشد	کثادہ اندر فضل گر کنوں نائی
کہ مو سے ہست کہ ہم منغ در فوا باشد	ترا پھشت کہ باتم لختہ و نالان
کہ اجتماع ہبھہ اہل والقہ بیا باشد	د فکر تفرقہ باز آ کہ مو سے آمد
تو چیستی کہ ر تور داین تھنا باشد	ارادہ ازلی این زنان وقت آور
ز ہے نصیبے تو گر شوق التجا باشد	ز ہے خجستہ زمانے کہ سوئے مائی
نہ ہر کہ ولق بپوشد راولیا باشد	غرض مقام ولایت لشا نہنا داد
تو باز ناں نشیں گر ترا حیا باشد	ترانے رسدانکار ماکہ نامردی

مناڑ پا کلہ سبز خروز قریش
کذیر دلت ممع فیب نا باشد
و لے علامت مرداں رہے غایا شد
سخن رفقہ بندی ہمیتو ان گفتان
(از تفیقات حضرت سیع موعود)

اس قصیدہ کے علاوہ حضرت سیع موعود مجدد صدی چہارو ہم کی کتابوں سے چند عبارات مسئلہ بیوت کے متعلق نقل کرتا ہوں۔ اور امید رکھتا ہوں کہ ناظرین لذتِ علماء عظام اور اولیاء کرام کی تحریرات کی روشنی میں ان عبارات کو پڑھیں گے۔ اول اپنے صمیر اور قلب سے فتویٰ لے کر خود ہی نیجہ نکالیں۔ کہ آیا ان عبارات سے دعویٰ بیوت ثابت ہوتا ہے یا نہیں۔ میرا خیال ہے کہ اگر بیجا حصہ اور بیجا مجت کو دل سے نکال کر میرزا صاحب کی تحریرات کو دیگر بزرگان اسلام کی تحریرات سے ملا کر پڑھا جائے تو ہر ایک پاک دل اور نیک صمیر انسان اس نیجہ پر پہنچیا۔ کہ حضرت میرزا صاحب نے فی الواقع بیوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ ما قری رہا نبی درسول یا ظلی بیوت کے الفاظ کا استعمال سوچیں طرح پہلے اولیاء اور علماء ربیانی نے کیا۔ سیط طرح حضرت میرزا صاحب نے کیا۔ یا اس قسم کے الفاظ کا استعمال کہ میں حُمَّدٌ ہوں یا حُمَّدَ ثانی ہوں۔ یا ظلِ حُمَّادٌ ہر پہلے مجدد دین اور احمد نے بھی کیا۔ اور چودھویں صدی کے مجدد نے بھی کیا۔ لیکن پہلے مجدد دین نے چودھویں صدی کے مجدد سے بڑکار ان الفاظ کو استعمال کیا۔ جیسا کہ قابیین رسالہ ہذا پر یہ امر مخفی نہ ہوگا۔ اس قسم کے الفاظ ارف مقام فنا فی الرسول یا بیوت جزوی یا بیوت مطلق کو ثابت کرتے ہیں۔ نہ کہ بیوت کو دو سویہ بات کہ اس کو امتی بھی کہا۔ اور بنی بھی اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دونوں شانیں امتیت اور بیوت کی اس میں پائی جاویں گی۔ جیسا کہ محدث میں ان دونوں شانوں کا پایا جانا ضروری ہے۔ لیکن صاحب بیوت تامہ تصرف ایک شان بیوت ہی رکھتا ہے۔ غرض محشریت دونوں رنگوں سے زیگین ہوتی ہے۔ اس لئے حد اعلان لئے براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام اُمُّتی بھی لکھا اور بنی بھی

{ اس کو کائنات سے کوئی نبی موشح ہوتا ہے ذکر نہیں۔ }

(از الہ اولیاء پہلا ایڈیشن ص ۳۴۵ و ۳۴۶)

(۲) یاد رہے کہ بہت سے لوگ میرے دعویٰ میں بنی کا نام سنکر دہنو کا کھاتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں کہ گویا میں نے اس بیوت کا دعوے کیا ہے۔ جو پہلے نہ لے میں پر اور رہت بیوں کو لی ہے۔ لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ میرا ایسا دعویٰ نہیں ہے۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت مسلمؐ کے افاضہ روحاںیہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشائے۔ کہ آپکے فیض کی برکت سے بچے بیوت کے مقام تک پہنچا۔ اسکے میں صرف نبی پھنسکیا۔ بلکہ ایک پہلو سے بھی یادو ایک پہلو سے امتنی اور میری نیبوت آنحضرت مصلی اللہ علیہ وسلم کی نسل ہے تو کہ اصلی بیوت۔

(مشیہ حقیقت الوجی من ۱۵)

قلل بیوت

اس قسم کی عبارات سے لوگوں نے یہ تجوہ بخالا ہے۔ کہ حضرت میرزا صاحب نے بیوت کا دعوے کیا ہے۔ حالانکہ گذشتہ علماء ربانی۔ اور حضرت میرزا صاحب کی سحریوں کا ایک ہی مطلب یہ ہے۔ اور صرف فلی بیوت کا دعویٰ ہے۔ جو پہلے اولیاء نے بھی کیا۔

(رسم) وضار امکالمات و خاطرات ہست با ولایا و خود در این اہم دلائل سار گگ انہیار دادہ میشود۔ در حقیقت انہیا یعنیستند۔ زیرا کہ قرآن حاجت شریعت را کمال رسانیدہ ہست و دادہ نبی شوند گر نہم خواک و نہ دیاہ میکنند و نہ کم میکنند از قرآن و ہر کہ زیادہ کر دو کم کر دلپس او از شیطاناں ہست کہ بد کاراند۔

رمواہب الرحمن صفحہ ۴۶ و ۴۷

و یہ کوئی بیک
نہ گردیا جاتے
ہے۔

نزحمد:۔ اشد تعالیٰ کا مکالمہ و خاطبہ اس اہمّت کے اولیا سے ہوتا ہے اور ان کو بیوت کا گگ دیا جاتا ہے۔ اور وہ درحقیقت بنی نہیں ہوتے۔ کیونکہ قرآن نے شریعت کی حاجت کو کمال تک پہنچا دیا ہے۔ اور ان اولیا کو سوچتے فہم قرآن اور کچھ نہیں دیا جاتا۔ اور وہ قرآن سے زیادہ کرتے ہیں۔ اور نہ کم۔ اگر کسی نے اسے زیادہ پایکم کیا پس وہ پہنچا دشیا طین سے ہے۔

(رسم) خدا تعالیٰ نے مکالمہ خاطبہ کامل تامہ مطہرہ مقدسہ کا شرف ایسے بعض از

بعض از ادعا کیتے
اتم اور اکمل طور پر
تمہیں کی طرف سعادت
اور خالقہ اللہ تعالیٰ
نصیب ہوتا۔

کو عطا کیا۔ جو فتنہ فی النَّبِیوں کی حالت تک اتم درجہ تک پہنچنے۔ اور کوئی
حجاب در میان نہ رہا۔ اور اتنی ہوئے کام ہموم اور پیر وی کے معنے اتم اور اکمل
درجہ پر ان میں پائے گئے۔ اپسے طور پر کہ ان کا وجود اپنا وجود نہ رہا۔ بلکہ انکے محبت
کے آئینہ میں آنحضرت صلعم کا وجود منکس ہو گیا۔ دوسرا طرف اتم اور اکمل طور
پر مکالمہ اور مخاطبہ الہیہ نبیوں کی طرح ان کو نصیب ہوا پس اس طرح بعض افراد
نے با وجود امتی ہونے کے بنی ہوئے کا خطاب پایا۔ کیونکہ ایسی صورت کی نبوت
نبوت محمدیہ سے الگ نہیں۔ بلکہ اگر خور سے دیکھو تو خود وہ نبوت محمدیہ ہی ہے
جو ایک پیریہ ہدید میں جلوہ گر ہوئی۔ (حوالیت ص ۱)

ظلیل محمد احمد

(۵) اصل بھیہ یہی ہے کہ خاتم النبین کا میہوم تقاضا کرتا ہے۔ کہ جب
تک کوئی پرده مغائرت کا باقی ہے اگر کوئی بنی کہلانا یہیگا۔ تو گویا اس ہر کو توڑنیو والا
ہو گا۔ جو خاتم النبین پر ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اس خاتم النبین میں ایسا گم ہو کہ
بیاعث نہایت اتحاد اور نقی غیرتیت کے اسکانام پالیا ہو۔ اور صاف آئینہ
کی طرح محمدی چہرو کا مغلکاس ہو گیا ہو تو وہ بغیر مرتوئے کے بنی کہلانا یہیگا
کہیں کہ وہ مخدوس ہے جو ظلیل طردی پس باوجود اس شخص کے دعویٰ نبوت کے جس کا
نام ظلیل طور پر محمد اور احمد کہا گی۔ پھر بھی سیدنا محمد خاتم النبین ہی رہا۔ کیونکہ
یہ محمد ثانی اسی محمد سے اللہ علیہ وسلم کی تصویر اور اس کا نام ہے۔

درستہار ایک غلطی کا ازالہ

بروزی محمد
اور
بروزی احمد

(۶) تمام بنی اسریات کو مانتے چلے آئے ہیں۔ کہ وجود بروزی اپنے اصل کی
پوری تصویر ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ نام بھی ایک ہو جاتا ہے۔ پس صورت
میں فلا ہر ہے۔ کہ جس طرح بعذی طور پر محمد اور احمد نام رکھے جانے سے دُو محمد
اور دُو احمد نہیں ہو گئے۔ بسیط طرح پر بروزی طور پر نبی یا رسول کہنے سے لازم
نہیں تاکہ خاتم النبین کی ہر روٹ گئی۔ کیوں کہ وجود بروزی کوئی الگ وجود نہیں
راس طرح پر تو محمد کے نام کی نبوت محمد سے اللہ علیہ وسلم تک ہی محدود رہی۔ تمام

انبیاء رعلیہم السلام کا اس پر اتفاق ہے کہ بروز میں دوستی نہیں ہوتی۔ کیوں کہ بروز کا مقام اس مضمون کا مصدقہ ہوتا ہے۔ کہ ۵

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تاکنس ملکوید بعد اذین من دیگرم تو دیگر می

(ایک غلطی کا ازالہ)

پہ عبارات ایک غلطی کے ازالہ کی ہیں۔ ان کو غور سے پڑھو۔ ان سے بھی نبوت کا دعویٰ ثابت نہیں ہوتا۔ ان سے اگر کچھ ثابت ہو سکتا ہے۔ تو صرف مقام فنا فی الرسالت۔ پہچا صدیت اور بیجا صدیت ٹھیک اور اخلاق انسانی کا خون کر دیتی ہیں۔ پس ایک غلطی کے ازالہ کو نبوت کے ثبوت میں پیش کرنا الفاظ سے جنگ کرنا ہے۔

(۱) نبوت کل تمام کھڑکیاں بند گیگئیں۔ مگر ایک کھڑکی سیرت صدیقی کی کہلی ہے۔ یعنی فنا فی الرسول کی پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے۔ پھر طلی طور پر وہی نبوت کی چادر پہنانی جاتی ہے۔ جو نبوت محمدیہ کی چادر ہے؟ (ایک غلطی کا ازالہ)

(۲) ضرور یاد رکھو کہ اس امت کے لئے وحدہ ہے کہ وہ ہر یکی ایسے الخام پائیگی جو ہے بنی اور صدیق پاچکے لور وہ طریق برآمدہ بند ہے۔ اسلئے ماننا پڑتا ہے کہ اس موبہت کے لئے محض بروز اور ظیت اور فنا فی الرسول کا درستہ نکلا ہے۔ (مشیہ ایک غلطی کا ازالہ)

(۳) اس ایسا بھی جو شکوہ نبوت محمدیہ سے لوز حاصل کرتا ہے مادہ نبوت تامہ نہیں رکھتا چس کو دوسرا سے لفظوں میں حدیث بھی کہتے ہیں۔ وہ اس تحدید سے باہر ہے۔ کیونکہ وہ بیان عفت انتیع اور فنا فی الرسول ہونے کے جناب ختم المرسلین کے وجود میں ہی داخل ہوتی ہے۔ جیسے جو کل میں داخل ہوتی ہے۔ (ازالہ اور یام صہی)

صرفہ
صلی اللہ علیہ
ہر کوں

بروز غلطی اور
فنا فی الرسول

مد شہزادہ
نہیں

(۱۰) آپ اس تکام تحریر سے مطلب میرا رہے ہے کہ جاہل حالف میری نسبت
الزام لگاتے ہیں۔ کہ یہ شخص بُنیٰ اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ مجھے ایسا کوئی
دھوٹی نہیں میں اس طور سے جو وہ خیال کرتے ہیں۔ نہ بُنیٰ ہوں نہ رسول ہوں۔
ہاں میں اس طور سے بُنیٰ اور رسول ہوں۔ جس طور سے ابھی میں نے بیان کیا ہے۔
پس جو شخص میرے پر شرارت سے یہ الزام لگاتا ہے۔ جو دعویٰ نبوت و رسالت
کا کرتے ہیں۔ وہ ہم وٹا اور ناپاک خیال ہے۔ مجھے بروزی صورت نے بُنیٰ اور
رسول بنایا ہے۔ اور اسی بنا پر خدا نے بار بار میرا نام بُنیٰ اللہ رسول اللہ کھا
مگر بروزی صورت میں میرا نفس در میان نہیں ہے۔ بلکہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ
وسلم ہے۔ اس لحاظ سے میرا نام محمد اور راحمد ہوڑا۔ پس نبوت و رسالت کسی دوسرے
کے پاس نہیں گئی۔ محمد کی چیز محمد کے پاس ہی علیہ الصلوٰۃ والسلام۔
(ایک غلطی کا ذرا)

ناظرین ان عبارات کو پڑھ کر خود ہی ٹھنڈے دل اور انصاف سے غور
کریں۔ کہ آیا ان عبارات سے نبوت کا دعویٰ ثابت ہوتا ہے۔ یا مقام فنا فی
الرسول۔ اس قسم کے بُنیٰ اس امت میں پہلے بھی ہوتے۔ اور قیامت تک
ہوتے رہیں گے۔ تاہمارے بُنیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی ثابت ہو کہ آپ کے
امتنی اور زتابدار پہلی امتوں کی طرح نہیں۔ بلکہ وہ مقامات نبوت تک پہنچ
ھاتتے ہیں۔ کنتقم خیر امّۃ کا اگر یعنی نہیں تو پھر اسکے اور کیا ہستے ہے۔
پس حضرت میرزا صاحب کو بھی اسی قسم کی نبوت میں جس قسم کی اولیا، کو
اکور نہ وہ نبوت جانبیا کو ملی۔ قادیانی جماعت کے ساتھ ہمارا یہی اختلاف
ہے۔ کہ ہم اس نبوت کو نبوّت عَامِہ قرار دیتے ہیں۔ جو اولیا اور علماء ربانی
کو ملتی رہی۔ اور حضرت میرزا صاحب کو بھی ملی۔ لیکن وہ یہ کہتے ہیں کہ
یہ نبوت امت میں صرف میرزا صاحب کو ملی اور کسی کو نہیں ملی۔

(ایک در عبارت قابل غور ہے)

(۱۱) اس بجھے یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لایت ہے کہ ہمارے بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی روحاںیت بھی ہسلام کے اندر وہی مقاصد کے غلبہ کے وقت ہمیشہ خلود فرماتی رہتی ہے۔ اور حقیقتِ محمدؐ کا حلول ہمیشہ کسی کامل شیع میں ہو کر جلوہ گز ہوتا ہے۔ اور جو احادیث میں آتی ہے کہ مہمدی پیدا ہوگا اور اس کا نام میرزا نام ہوگا اور اس کا خلق میرزا ہی خلق ہوگا۔ اگر یہ حدیثیں صحیح ہیں تو یہ اُسی نزول روحاںیت کی طرف اشارہ ہے۔ لیکن وہ نزول کسی خاص ذریں محدود نہیں۔ صدقہ ایسے لوگ گزندسے ہیں کہ ہم میں حقیقتِ محمدؐ متعقٹ تھی۔ اور عند اللہ ظلی طوب پر ان کا نام محمدؐ یا احمد تھا۔

رَأَيْتَ كَمَالَاتِ إِسْلَامٍ صَفْرَ (۳۷۶)

(عبارت بالا میں خلی بیوت کو عام قرار دیا گیا ہے)

اب اگر حضرت میرزا صاحب کی تحریرات کو قدار کی تحریرات سے اکٹھا پڑھا جائے تو ان میں کوئی فرق لنظر نہیں آتا۔

پس معلوم نہیں ہوتا کہ کتن الفاظ اور کتن عبارات سے یہ تجویہ نکالا گیا ہے اور حضرت مسیح نبیت کا دعویٰ کیا ہے۔ اگر الفاظ میں رسول وغیرہ سے دعوےٰ بیوت ثابت کیا جاتا ہے۔ تو پہلے بزرگان ہسلام نے ان الفاظ کے استعمال کرنے پر کوئی کمی نہیں کی۔ اگر ان کے الفاظ سے بیوت کا دعویٰ ثابت نہیں ہوتا۔ تو پھر حضرت میرزا صاحب کے الفاظ سے بھی ایسا دعویٰ ثابت نہیں ہو سکتا۔

آل عرض قام اولیاء اور بزرگان ہسلام کی تحریرات سے ثابت ہے کہ جزوی بیوت کا سلسلہ تابعیاً منت جاری ہے۔ اور حضرت میرزا صاحب بھی اسی بیوت کو جاری کرتے ہیں۔ لیکن چیز بیوت کو علمائے اسلام میں اور ختم مانتے ہیں اُسکو آپ بھی بند اور ختم مانتے ہیں۔ چنانچہ آپ کی کتابوں سے ایک ابتدائی حوالہ اور تین سب سے آخری حوالے نقش گرتا ہوں۔

۶ اور فرمایا رسول اللہ سے اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں باقی رہی بیوت سے مگر پیشرات یعنی بیوت کے انواع میں سے صرف ایک نوع باقی رکھی ہے۔ اور پیشرات

صلی اللہ علیہ
بھی اگرچہ
میں۔

ہیں۔ از قسم روایاں صادقہ۔ اور مکا شفات صحیحہ۔ اور وحی جو خواص اولیا پر اُترنی ہے۔ اور نور جو ایک درومند قوم کے دل پر اُڑتتا ہے۔ اپنے دیکھ لے اس سے بے تحقیق کرتے والے اور بصیرت سے کام لیجئے والے فہم کہ کیا بابت نبوت بکلی بند کیا گیا ہے۔ بلکہ حدیث دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ نبوت تامہر جو وحی شریعت کی حاصل ہوتی تھی وہ منقطع ہو چکی ہے۔ لیکن وہ نبوت ہیں میں سوائے بشرت کے کچھ نہیں۔ وہ قیامت کے دن تک باقی ہے.....

سوچان لے کہ اللہ تعالیٰ مجھے مدد سے کہا رہے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ حرمہ نبتوں کے دروازے ہمیشہ کے لئے کھلے ہیں۔ اور اس نوع میں کچھ نہیں سوائے بشرت کے اونیندات کے اور وہ نبوت جو تامہر کا مدرسے۔ جو کہ تھی ہے اپنے اندر سارے کمالات وحی سوائے منقطع ہونے پر ہم ایمان لا جائے اُسدن سے جب یہ اُڑتا ما کان محمد ابا احمد من رجل الکمر ولكن رسول الله و
خاتم النبیین^{۱۰} (روضۃ الرام صفحہ ۱۰)

وَإِن رَسُولًا خَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَعَلَيْهِ الْفَضْلُ
سَلْسَلَةُ الْمُرْسَلِينَ - فَإِنَّهُ حَقٌّ أَحَدٌ إِنْ يَدْعُ
النَّبِيَّةَ بَعْدَ سَوْلَنَا الْمُصَطَّفِي عَلَى طَرِيقِ الْمُسْتَقْلَةِ
وَمَا يَبْقَى بَعْدَكَ الْأَكْثَرَةُ الْمُكَالَمَةُ وَهُوَ بُشْرَطُ الْإِتَّابَةِ
لَا بَغِيرَ مَتَّابِعَةِ خَيْرِ الدِّرْيَةِ - رَضِيمَ حَقِيقَةَ الْوَحْيِ صفحہ ۶۲

ترجمہ:۔ اور تحقیق ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ اور ان پر رسولوں کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ اور ہمارے بنی مسلم کے بعد کسی کا حق نہیں ہے کہ مستقل طور پر نبوت کا دعویٰ کرے۔ اور انکے بعد سوائے کثرت مکالمہ کے اور کچھ باقی نہیں رہا۔ اور وہ بھی آپ کی اتباع کی شرط سے۔ اور نبی خیر اتباع آپ کے جواب مخلوق سے بہتر ہیں^{۱۱}۔

اور تم بتیں اس پنجم ہیں۔ اور اس کی شریعت خاتم الشرائع ہے۔

مگر ایک قسم کی بیوت ختم نہیں۔ لیکن وہ بیوت جو اُسکی کامل پیروی سے ملتی ہے اور جو اسکے چراغ میں سے نور لیتی ہے۔ وہ ختم نہیں۔ کیونکہ محمدؐؐ نبیت ہے نبی اُس کا ظل ہے۔ اور اسی کے ذریعہ سے ہے اور اسی کا مظہر ہے۔

(چشمہ موقف صفحہ ۲۷۷)

”علاوه اذیں میں کئی دفعہ بیان کرچکا ہوں۔ کہ میری بیوت سے اللہ تعالیٰ کی مراد سوائے کثرت مکالیہ اور مخاطبہ کے اور کچھ نہیں۔ اور یہ اہل سنت کے اکابر کے نزدیک مسلم ہے۔ پس ہرف لفظی زراع ہے۔ پس لے غلطی و اور دانا و جلدی ذکرو۔ اور اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اس شخص پر جو اسکے خلاف ذرہ بھی دعویٰ کرے اور ساتھ ہی پر لعنت ہو تمام لوگوں اور تمام فرشتوں کی۔“

(رضمیہ حقیقت الوعی صفحہ ۲۲)

آگر حص شرع سے لیکر انیز تک بشرات یا جزوی بیوت کو حضرت میرزا صاحب نے چاری بنا ہے۔ اور پھر خود واضح کر دیا ہے کہ یہ بیوت صرف وہی ہے جو اکابر دین اہل سنت کے نزدیک مسلم ہے۔ استقدار تصریحات کے بعد پھر یہ کہنا۔ کہ میرزا صاحب نے بیوت کا دعویٰ کیا ہے۔ اگر ہٹ اور صندل نہیں تو اور کیا ہے۔ خدا تعالیٰ وہ زمانہ قریب لارہا ہے۔ کہ اہل حق اور اہل بصیرت ایک طرف تو لوگوں کی وہ تحریرات پڑھیں گے۔ جن میں دعویٰ بیوت کو حضرت میرزا صاحب کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ اور دوسرا طرف حضرت میرزا صاحب کی ان تحریرات کو پڑھیں گے۔ جن میں دعویٰ بیوت سے صدھا جگہ انکار کیا گیا ہے۔ تو وہ جیران ہو کر خود صحیح نتیجہ پر پہنچ جائیں گے۔ اور سمجھ لیں گے۔ کہ دنیا میں ہمیشہ اسی طرح ہوتا چلا آیا ہے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں۔

”نکیز اہل قبلہ و اہل کلمہ ایک لیسی خطرناک بیماری ہے جس سے جماعت اسلامی کو مکمل سے مکمل سے اور شیرازہ قومی کو درستم پر ہم کر دیا ہے۔ مسلمانوں کو عیاشیا پر کے ہاتھوں سے بلا شک نہ ف manus پہنچا ہے۔ لیکن جو نقصان عظیم نکیز پر بازی اور

آپ کی توہین جماعت مُمنین کو ہنچا ہے۔ وہ ناقابل تلافی ہے۔ مسلمانوں میں اس مرض کا احساس کیجیا ہوا ہی تھا۔ کہ قادیانی میں بعد از وفات حضرت میرزا صاحب و حضرت مولوی نور الدین صاحب ایک گروہ زیر تربیت جناب میان محمود احمد صاحب پیدا ہو گیا۔ جو دنیا کو اسلام کے حق میں یہ فتویٰ دیتا ہے چنانچہ خود میان صاحب مدرج لکھتے ہیں:-

”(۱) جو حضرت صاحب کو نہیں مانتا اور کافر بھی نہیں کہتا وہ کافر ہے“

(تَشْحِيدُ الْأَذْهَانِ جلد ۱۲ نمبر ۱۴ صفحہ ۱۱)

(۲) آپ نے ریتے حضرت مسیح موعود نے اس شخص کو بھی جو آپ کو سچا مانتا ہے۔ گرم زیادا طلبیناں کے لئے ابھی بیعت میں توقف کرتا ہے کافر بھرایا ہے بلکہ وہ بھی جو آپ کو دل میں سچا قرار دیتا ہے اور زبانی بھی آپ کا انکار نہیں کرتا۔ لیکن ابھی بیعت میں اُسے کچھ توقف ہے کافر قرار دیا گیا ہے“
(تَشْحِيدُ الْأَذْهَانِ جلد ۱۲ نمبر ۱۴ صفحہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۷ء)

لیکن حضرت میرزا صاحب کا فتویٰ اسکے خلاف ہے۔ چونکہ گروہ قادیانی کا خیال ہے۔ کہ میرزا صاحب کی ابتدائی تحریرات منسوخ ہیں۔ اسلئے میں سب سے آخری حوالہ جو آپ کی وفات سے ایک روز پہلیتر کا ہے نقل کرتا ہوں۔

”فَمَا يَكُونُ كَافِرٌ بَعْدَ إِيمَانٍ كَفَرٌ وَمَنْ يَكُونُ كَافِرًا فَإِيمَانُهُ كَفَرٌ“
جو ہمیں کافر کہتا ہے اُسے کافر سمجھیں تو اسیں حدیث اور متفق علیہ شاریٰ کی مخالفت لازم آتی ہے۔ اور یہ ہم سے نہیں ہو سکتا۔

(اخبار یہود جلد ۱۲ نمبر ۱۹۶۷ء میرضہ ۱۴ مرتبہ شنبہ ص ۱۸)

آپ ناظرین دونوں فتوؤں کا خود مقابله کر لیں۔ بلکہ حضرت میں ڈالنے والی تو یہ بات ہے کہ جناب میان صاحب اپنے منکر کے حق میں بھی اسی قسم کا تقویٰ دیتے ہیں۔

”جِس طریق مسیح مخلوق کا انکار تمام انہیاں کا انکار ہے، اسی طریق

میرا انکار انہیاں بھی اسرائیل کا انکار ہے۔ جنہوں نے میری خبرداری

میرا الکھار رسول اللہ کا اکھار ہے۔ جنہوں نے میری خبردی۔
 میرا الکھار سیع مولود کا اکھار ہے۔ جنہوں نے میرا
 ہامِ محمود رکھا۔ (اخبار الفضل بن زید ۲ جلد ۵۔ صفحہ ۲ کامل)
 (مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۱۶ء)

غرضیکہ حرفہ خلافت کے زیب تن کرنے کے بعد جناب میان صاحب نے ہمچشم
 معاہمین پر ایک دفتر لکھ دیا ہے۔ میں نے صرف بلطور عنوانہ کچھ تعلق کیا ہے۔

شعر

این خروج کہ من ہارم خدا ہم شراب اولستے دین و فرقہ بے منع غرقی میں ناب اول
 بھارت بالا سے ٹاپت ہوا کہ حضرت میرزا صاحب کا منکر ہی کافر نہیں بلکہ جناب
 میان صاحب کا منکر بھی منکر سب انبیاؤں کا ہے۔

حضرت میرزا صاحب کے منکر کو میان صاحب کا فرمکہ سکتے ہیں۔ کیوں کہ ان کی
 رائے میں میرزا صاحب پر مدعاً بیوت تھے۔ مگر میان صاحب اپنے منکر کو ہم حضرت صلعم
 کا منکر نہیں کر سکتے۔ کیونکہ میان صاحب کو بیوت کا دعویٰ نہیں پیکھاں اسراہر
 پہاڑ جگہ بحث کرتا ہے موقع ہے۔ کیونکہ اصل سوال زیر بحث بیوت میرزا صاحب ہے
 میان صاحب نے الفاظ بنی اسرائیل رسول یا مسیح محدث و احمد دے نیجہ نکالا کہ حضرت
 میرزا صاحب نے فی الواقع بیوت کا دعویٰ کیا ہے۔ حالانکہ یہی الفاظ لایہ اولیا نے
 بھی استعمال کئے ہیں۔ میان صاحب ان کی بیوت کے قائل نہیں چنانچہ اپنکے کہتے ہیں۔

(۱) آنسے ہم اسلامت میں صرف ایک ہی نبی کے قائل ہیں۔ آئندہ

کا حال پرده غیب ہیں ہے۔ (حقیقتہ المبشرہ صفحہ ۱۷)

(۲) ”لیکن جو نکہ اسلامت میں سوائے حضرت سیع مولود کی جماعت

کے کسی جماعت کو آخرین نہیں قرار دیا گیا۔ معلوم ہوا کہ رسول

بسیاری حرف سیع مولود ہیں۔“ (حقیقتہ النبوة صفحہ ۲۳)

حالانکہ اس تسمیہ کی بیوت کے مدعاً کو خود حضرت میرزا صاحب نے صدھا جگہ

دربارہ نہیں

کا قرار دجال قردادیا ہے۔ بطور نمونہ ایک عبارت نقل کی جاتی ہے:-

”اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلیم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسری
رعی نبوت و رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا لیتین ہے کہ وحی
رسالت حضرت آدم صفحی اللہ سے شرعاً ہو کر جناب رسول اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔ (دین الحق ص ۱۹ جنوری ۱۹۶۴ء)

ناظرین کے دل میں طبعاً یہ سوال پیدا ہو گا کہ آخوندی جگہ پر توحیرت میرزا صاحب
نے نبوت کا دعویٰ کیا ہو گا۔ اور گر وہ قادیانی کے ہاتھ میں ضرور کوئی معموقی جو پہ
ہو گا۔ لیکن اس فتح کے حوالہ جات کا جو جواب جناب میرزا صاحب نے دیا ہے۔
یا جو کوشش واسطے ثابت کرنے نبوت حضرت میرزا صاحب آپ نے کی ہے۔ وہ
حسب ذیل ہے:-

”نبوت کا مسئلہ آپ پر دیکھنی میرزا صاحب پر نہ ۱۹ جنوری ۱۹۶۴ء میں
کھلا ہے۔ اور چونکہ ایک غلطی کا ذال ۱۹۶۱ء میں شائع ہوا ہے جسیں
آپنے اپنی نبوت کا اعلان بڑے روز سے کیا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے
کہ ۱۹۶۱ء میں آپ نے اپنے عقیدہ میں تبدیلی کی ہے..... پس تو
بات ثابت ہے کہ ۱۹۶۱ء سے پہلے کہ وہ حوالہ جات جن میں آپ نے
بنی ہوئے انکا کام کیا ہے۔ اب منسوخ ہیں۔ اور ان سے جو
بکڑی غلط ہے۔“ (حقیقتہ النبوة صفحہ ۱۲۱)

”آپ پہلے تو بنی ک اور تعریف کرتے تھے اور چونکہ آپ کو بنی
ہمیں سمجھتے تھے۔ اسلئے آپ کا خیال تھا کہ بنی سے بچے اتر کر جو درج
ہے وہ حدث کا ہے۔ میں وہی ہوں گا۔ اور اس درجہ کا نام حدث ہی
ہو گا۔“ (حقیقتہ النبوة صفحہ ۱۲۸)

”اویسیہ تعریفوں کا اختلاف ہی تھا۔ جو کسی دوسرے سے پہلے کہی
اپنی نبوت کو جزوی اور ناقص قرار دیتے تھے سادہ سکی وجہ یہ تھی کہ ایک علماء

اپکو جو درجہ دیا گیا تھا۔ اُسے آپ نبوت نہ سمجھتے تھے ॥

(حقیقتہ النبوة صفحہ ۱۴۸)

دنیا میں لاکھوں انبیاء اور مذہبی پیشوں ہر قوم اور ہر لکھ میں گذرے ہیں۔ مگر کوئی قوم یہ عیب اپنے نہ سمجھتا کہ طرف منسوب نہیں کرتی کہ وہ اپنے دھرم اور مقام کو نہیں سمجھا یا نبی اوتار ہو کر اپنی نبوت سے انکار کرتا رہا۔ یا اسکی کتاب میں غلط اور منسوخ ہیں۔ مگر یہ گروہ اس عیب کو اپنے عظیم الشان بنی پرلگاتے ہوئے کوئی تامل نہیں کرتا۔ گویا یوں سمجھنا چاہیے کہ نبی وقت کو نہ تو اپنی نبوت کی سمجھ آئی۔ اور نہ نبوت کی تعریف کی۔ مگر بیشی کی وفات کے بعد جب مولانا حضرت مولوی نور الدین رضی ہاشم عزیز کی وفات حضرت اکیا تھا واقعہ ہوئی۔ اور جناب میرزا محمود احمد صاحب کی خلافت کا رد و شروع ہوا تو دونوں نیقشتاً میریوں کو سمجھا گئی کہ ہمارا راستہ اور پیشوافہ الواقعہ بنی تھا۔ مگر خود بنی کو سلامت تک جبکہ بنی کی عمر، سال کی تھی۔ مسئلہ نبوت کی سمجھ نہ آئی۔ اسلئے ان کی کتابوں کے وہ حصص جن میں انکار نبوت ہے منسوخ اور غلط ہیں۔

ناظر ہیں اب سوچیں کہ اگر اس گروہ کو حضرت میرزا صاحب کی نبوت کا ثبوت حضرت میرزا صاحب کی کتابوں سے عمل سکتا تو وہ آنحضرت کی کتابوں کو اس طرح غلط اور منسوخ قرار نہ دیتا۔ اور ان کے علم اور ان کی معرفت کی یوں تو ہیں نہ کرتا۔ اب ان کی کتابیں تو خود رذی ہیں۔ فعدہ باللہ کیونکہ ان سے نبوت ثابت نہیں ہوتی۔ یہکے معنی نبوت بعد اکثر و عالم صلعم کا خاتمت ہوتا ہے چنانچہ حضرت میرزا صاحب کی کتابوں سے ایک اور عیادت نقل رکتا ہوں۔

..... اور یہ مجھے کہاں حق پہنچا ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کروں اور اسلام سے فارج ہو جاؤں۔ اور قوم کافرین سے جا کر جاؤں

..... اور یہ کچھ بکر محنن ہے کہ مسلمان ہو کر نبوت کا دعویٰ کروں ॥

(حکایۃ ارشٹے صفحہ ۲۹)

اب اگر اس قسم کی تحریرات کو جناب میاں صاحب منوعہ نہ کہیں تو اور کیا کہیں کیا
ان کو صحیح کہیں۔

خیر یہ تو میاں صاحب کی ہر صرفی پر موقوف ہے۔ کہ وہ جناب میرزا صاحب کی
کتابوں سے جو شعر سے پہلے کی ہیں۔ جو سلوک کریں۔ لیکن میں ناظرین کو جانا
چاہتا ہوں کہ حقیقت اسکے خلاف ہے۔ میاں صاحب نے ایک غلطی کے اذالہ
اعلان بنت فرار دیا ہے۔ حالانکہ اسی اعلان سے میں نے پانچ عبارات اس سالہ
کے صفحات نمبر ۲۶ - ۲۹ - پہ نقل کی ہیں۔ ناظرین انکو دربار پرچھ
لیں۔ اور خود ہی الفاظ سے فیصلہ دیں کہ آیا ان سے دعوے نے ثابت ہوتا
ہے یا مقام فنا فی الرسالت جو صوفیائے کے ہاں ایک شہر صطلاح چل آتی
ہے۔ علاوه ازین اسی اعلان سے ثابت ہوتا ہے کہ اس سے پہلے کے انکار ثبوت
کے حوالجات منوع یا غلط نہیں۔ بلکہ صحیح ہیں۔ اس اعلان کی عبارت ذیل کو عنوان
سے پڑھنا چاہیئے:-

”اوہ جس جگہ میں نے ثبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان
معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا
نہیں ہوں۔ اور نہ میں مستقل طور پر کوئی ہوں۔ مگر ان
معنوں سے کہیں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور
اپنے لئے اس کا نام پاکار کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا۔
رسول اور بنی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے اس طور کا بنی ہملا نے
سے میں نے کچھی انکار نہیں کیا۔ بلکہ انہی معنوں سے خذلت
مجھے بنی اور رسول کے پکارا ہے سواب بھی میں ان معنوں سے
بنی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا“ (ایک غلطی کا اذالہ)
اس عبارت میں حضرت میرزا صاحب انکار ثبوت کے حوالہ جات کو صحیح
قول دیتے ہیں۔ جیسا کہ آپ لکھتے ہیں۔ کہ میں نے صرف ثبوت تشریعی اور ثبوت مستقلہ

سے انکار کیا ہے۔ اب انکار نبوت کے حوالہ جات صرف اس صورت میں منسوخ ہا
غلط ہو سکتے ہیں۔ جبکہ اس اعلان کے بعد میرزا صاحب نے نبوت تشریعی یا نبوت
مستقلہ کا دعویٰ کیا ہو۔ لیکن اگر حضرت میرزا صاحب نے نبوت تشریعی یا مستقلہ
کا دعویٰ اس اعلان کے بعد بھی نہیں کیا۔ تو پھر میاں صاحب انکار نبوت کے حوالہ
کو منسوخ نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ یہ انکار صرف نبوت تشریعی یا مستقلہ سے تعلق
رکھتا ہے۔ جناب میاں صاحب لکھتے رکھتے ایک جگہ یہ بھی لکھ دیتے ہیں:-
”کہ آپ نے تو اسوقت تک پہلے عقیدہ کو منسوخ قرار نہیں دیا۔

جب تک کہ حقیقتِ الوجی میں آپ پر اعتراض نہیں ہوا۔“

حقیقتِ النبوة صفحہ ۱۳۷

اس عبارت میں جناب میاں صاحب نے ایک اور لطیف کی بات تحریر فرمائی ہے
کہ حضرت میرزا صاحب نے کتاب حقیقتِ الوجی میں پہلے عقیدہ کو منسوخ قرار دیا۔
حالانکہ میاں صاحب کے قول کے موافق جب ۱۹۰۱ء میں تبدیلی عقیدہ واقعہ ہو
چکی تھی۔ تو پھر یا ہمیشہ حقاً حضرت میرزا صاحب ۱۹۰۱ء میں ہی اسی اعلان
میں پہلے عقیدہ کو منسوخ قرار دیتے۔ بلکہ اس مرکے متعلق بہت سی تحریرات
پڑھنے ندرو سے شائع فرماتے۔ مگر کیا ہی بجیب معاملہ ہے کہ عقیدہ تبدیل ۱۹۰۱ء
میں ہوتا ہے۔ اور اس کی منسوخی کا ذکر حقیقتِ الوجی میں ہوتا ہے۔ جو ۱۹۰۲ء میں
شائع ہوتی ہے۔ گویا بقول میاں صاحب ۱۹۰۱ء تک تحریرت میرزا صاحب
اپنے درجہ کو نہیں سمجھ سکے۔ یعنی بنی ہو کر کہتے رہے کہ میں بنی تو نہیں ہاں مخدوش
ہوں گا۔ لیکن جب ۱۹۰۱ء میں سمجھ آجائی ہے۔ تو پھر سابق غلط عقیدہ کو منسوخ
قرار نہیں دیتے۔ بلکہ ۱۹۰۱ء تک بالکل خاموش رہتے ہیں۔ اور پھر طرزیہ ک
کہ ۱۹۰۱ء میں بھی حضرت میرزا صاحب خود کو ذکر منسوخی عقیدہ کا نہیں فرماتے
بلکہ بقول میاں صاحب ایک فالٹ کے اعتراض کے جواب میں منسوخی عقیدہ کا ذکر
کرتے ہیں۔ آخر ہر اعلان مذکور ہے کہ میرزا صاحب نبوت ہے اس بات کا کہ حضرت

میرزا صاحبؒ نے حقیقت بنت کا دعویٰ نہیں فرمایا۔ اولیا راشدؒ کے حالات میں ایک اور بات عموماً دیکھنے میں آتی ہے۔ کہ ایک وقت وہ اپنے مقام کو دوسرا سماں اولیا سے بلند کیجھتے ہیں۔ اور علی الاعلان نہایت پہنچوں الفاظ سے کہہ دیتے ہیں۔ کہ جس مقام پر میں پہنچا ہوں۔ پہنچے کوئی بھی نہیں پہنچا۔ اور جنما یا خطاب سے مجھے پکارا گیا ہے۔ پہنچے کیکو نہیں پکارا گیا۔ لیکن دوسرا وقت ان کے الفاظ میں ایک اور نگ نظر آتا ہے۔

(۱) حضرت سید عبدالقدار گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک الہام ہے۔
بلک تختم الولایتیہ و کمال توفی کمالات ہمہ باشد۔ و قدم
برگردان ہمہ اقتد۔ رشرع فتح الغیب صفحہ ۲۳۳

اب اس ہمارت میں حضرت غوث عظم حسب المہام الہی اپنے آپ کو خاتم الولایت
واردے کریے دعویٰ فرمائے ہیں۔ کہ میر قدم کل ماجان کمال کی گد نوں پڑے ہے۔
ماجنان کمال بھی بھی ہیں۔ اور اولیا بھی۔

(۲)

بھاڑ او طوفا نا گعلی کفت دھن ق
سمند را ذر طوفان ہیری کفت قدرت پر تھے
و ما برد النیران لا بد عوقی۔
اور گل ٹھنڈی نہیں سیل تھی مگر میری دعائے
ھلکیس نزول الکبیشل بقدر دیتی
اور میڑ انداز ہیں شاہزادے کمرے فریکے لئے
و مبارات عیناہ الابلض قشقشی
لور نہیں چھپی ہوئی تھیں کی انکھیں میری تھوڑی آنکھیں
و منسوخ حصائی هر حصائی استرنی
اور موسیٰ کا حصائی میری امداد ہی کا حصائی

ناکنست مع فتح یاعلیٰ سفینۃ
میں ہی تھا فوج کے سانچے پڑی کشتنی میں
و کنست مع ابی اہیم ملقی بننا کہ۔
اوہ میں ہی اب اسیم کیسا تھا مگر میں الگیا تھا
و کنست شیخ مُعیین فی الدین بھشاہدًا
اوہ سماں میں کے ذیع کیوت میں کے ساتھ فتح تھا
و کنست مع یعقوبی فی عشو عینہ
اوہ میں ہی تھا عایقون کے ساتھ اسی کم نظر میں
و کنست مع مُوسیٰ فی مناجات رتبہ
اوہ میں ہی تھا میری بیان تھے جبکہ وہ پنڈیک استنجا

وَمَا بَرَاتْ بِلُوَاهٌ الْأَبْدُ عَوْتَى
اَوْرُورَهُنْيَنْ تَعْنَى تَعْنَى اَكَلْكَلِيفَ بَرْ مِيرِي بَهَارَ
وَانْتِيُتْ دَاؤَدَ حَادَّ حَادَّ وَتْ لَعْمَتِي
اَوْرِيَتْ بَهِي تَحَا عَيْسَى كَهْوَاهِ مِنْ بَنْجَهَ وَالَّا -

وَكَنْتُ مَعَ اَيُوبَ فِي زَمَنِ الْبَلَاءِ
اَوْرِيَتْ بَهِي تَهَا يَوْبَ كَهْ سَاقْهُ كَمِيْتَ نَاهِي
وَكَنْتُ مَعَ عَيْسَى فِي الْمَهْدِ نَاطِقًا
اَوْرِيَتْ بَهِي دَاؤَدَ كَوَاهِي فُوشَ الْخَانِي طَهَارَ

بَاهِيَيْدِ بَطَانِي كَأَوْلَكَ
سَيْرَانْ شَانِي مَصْلَمَ
نَشَانِي سَاءَ اَنْجَاهِي
بَهُوكَا -

(۳) حضرت پايزيد بسطامي کے حالت میں لکھا ہے کہ ان سے دریافت کیا گیا کہ قیامت کے دن مخلوقات حضرت محمد صلعم کے نشان کے نیچے ہوں گے تو آپ نے جواب دیا کہ مجھ کو خدا تعالیٰ کی قسم ہے کہ میراثان حضرت محمد علیہ اصلوۃ والسلام کے نشان سے اونچا ہوگا۔ کل مخلوقات اور یتیمہر میرے نشان کے نیچے ہوں گے۔ میراثانی نہ تو آسمان میں ہے۔ اور نہ میرے جیسی صفتیں والا زین میں ہے۔ میری صفتیں غیب کے اندر عنیب ہیں۔ پس جو ایسا ہو وہ کیوں کر کوئی شخص ہو سکتا ہے۔ بلکہ وہ زبان حق ہوتا ہے۔ اور جو لئے دالا خود حق ہوتا ہے بھی یعنی وہی نیسمع و نبی یبصر اوساطے خدا پايزيد کی زبان پر گفتگو کرتا ہے۔ اور وہ وہی ہے۔ جو کہتا ہے کہ میراثان حضرت محمد علیہ السلام کے نشان سے بلند ہے۔ کیونکہ خدا کا نشان محمد علیہ السلام کے نشان سے بہت بلند ہے۔

(تذكرة الاولیاء فارسی صفحہ ۱۲۷)

(۴) کسی شخص نے حضرت پايزيد بسطامي رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا:-
کہ ”عِرْشَ چِيَتْ گَفْتَ مِنْ - گَفْتَ كَرْسِي چِيَتْ گَفْتَ مِنْ - گَفْتَ لَوْحَ وَلَمْ چِيَتْ
گَفْتَ مِنْ - گَفْتَنَدَ حَذَلَّتَ عَزَّ وَجَلَّ رَابِنْدَ كَانَ اَنْدَبِيلَ - اَبِرَايِيمَ - وَمُوسَى وَمُحَمَّدَ
عَلِيهِمْ اَصْلَوَةُ وَالسَّلَامُ گَفْتَ اَنَّ بَهَرَهُ مِنْ - گَفْتَ مِيكُو شِيدَ کَهْ حَذَلَّتَ عَزَّ وَجَلَّ رَابِنْدَ كَانَ
انْدَبِيلَ - جِيرَابِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَسَرَافِيلَ وَعَزَّرَائِيلَ عَلِيهِمْ السَّلَامُ گَفْتَ اَنَّ بَهَرَهُ مِنْ هَرَدَ
خَامُوشَ شَدَ - پَايزِيدَ گَفْتَ يَلِهِ سَرَکَ دَرَقَ مُحَشَّدَ - بِحَقِيقَتِ بَهَرَهُ هِرَمِيْتَ خَنْتَهُتَ
اَگْرَآ کَنْسَ بَنْوَهُ خَنَّ بَهَرَهُ خَودَرَا بَيَنْدَ عَجَبَ نَبُودَ - دَالِسَلَامَ (تذكرة الاولیاء ص ۱۲۸)

ترجمہ: حضرت پايزيد بسطامي سے دریافت کیا گیا۔ کہ عرش کیا ہے۔

فرمایا میں ہوں۔ پھر پوچھا کر کسی کیا ہے فرمایا میں ہوں۔ پھر پوچھا کہ لوح و قلم کیا ہے فرمایا میں ہوں۔ پھر پوچھا کہ خدا کے ایسے بندگان ہیں جو اپرائیم اور مومنی اور محمد علیہم صلواۃ والام کا دل رکھتے ہیں۔ فرمایا کہ وہ سب کچھ میں ہی ہوں۔ پھر سوال ہوا کہ کہتے ہیں کہ خدا نے عروجیل کے ایسے بندگان ہیں۔ جو جرائم و میکاٹ و اسرائیل و عرزائیل کا دل رکھتے ہیں۔ فرمایا کہ وہ سب کچھ میں ہوں۔ وہ شخص ہی پڑ گیا۔ باینہ یہ نے فرمایا کہ ہاں جو حق میں محو ہو جائے۔ تو حقیقت میں جو کچھ ہے وہ حق ہوتا ہے اگر آئیں ولی نہ رہے اور وہ اپنے آپوں حق ہی دیکھے تو تقبیح نہیں۔

حوالجات بالاست ثابت ہے کہ اولیا امت محمدیہ نے کتنے کتنے بڑے دعوے کئے ہیں۔ خصوصاً حضرت غوث اعظم کے الہامی عربی قصیدہ سے جو رسالہ نہ کے صفحہ ۹۳ و ۹۴ پر صحیح کیا گیا ہے۔ ثابت ہوتا ہے کہ ان حضور اپنی فتحیت ان انبیاء پر بھی دستیت ہیں۔ جو حضرت مسیح سے لیکر حضرت مسیح تک لگزد رے ہیں لیکن با این انجناہ بنی نہیں کہلا سکتے۔

(۵) حضرت محمد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:-

”کہ میں اللہ تعالیٰ کا مرد ہوں۔ اور میرا تعلق بغیر ازا واسطہ اللہ تعالیٰ سے ہے۔ اور اخیرت مسلم میرے پیر بھائی ہیں۔“

(مکتوبات جلد نمبر ۲ مکتوب نمبر ۸)

(۶) پھر لکھتے ہیں:-

” تمام میرے مرید اور خادم جو قیامت کے وین تک طریقہ مجدد یا احمدیہ میں داخل ہوں گے ان کی اطلاع مجھے دی گئی ہے۔ اور ہر ایک کا نام میرے سامنے بیان کیا گیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ جو کوئی طریقہ احمدیہ مجددیہ پر ہو گا وہ دونوں کی آگ سے آزاد ہے۔ اور مجھے بشارة دیگئی ہے۔ کہ ہدی اخرازان جب معموت ہو گا تو وہ بتیر طریقہ پر ہو گا۔“ (خریثۃ الاصفیاء جلد اول صفحہ ۳۶۱)

(۷۶) پس جاننا چاہیے کہ ان لوگوں کے معارف اور علوم اولیاء اور علماء کے علوم سے بالاتر ہیں۔ بلکہ انکے علوم ان علوم کی نسبت ایک چھپلکا ہیں اور وہ معارف ان چھپلکوں کے مغز ہیں۔ اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ ہر صدی کے سر پر مجدد ہوتا ہے۔ لیکن صدی کا مجدد اور پس جبیا کہ سوا درہزار کے درمیان فرق ہے۔ ایسا ہی انکے مجید دین میں بھی فرق ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ اور مجدد وہ ہوتا ہے۔ کہ جس قدر اس حدت میں فیض و برکات امت کو پہنچتے ہیں۔ اسی کی وساطت سے پہنچتے ہیں۔ اگرچہ اسوقت اقطاب اور اوقات اور ابدال اور شجبا موجود ہوں ॥ (جلد ثانی مکتوب نمبر ۷۶)

پھر ایک جگہ لکھتے ہیں۔

(۷۷) میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بجالت کشف دیکھا۔ انکے تھے میں ایک طولانی کا غذ بچیدہ ہے۔ اُسپر آنحضرت صلیح نے ہر مزین کی مضمون اسکایہ تھا۔ کہ مجدد کو مقام شفاعت پر کھڑا کیا گیا ہے۔ وہ اجازت نام شفاعت ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ آنحضرت صلیح میرے والدار میں انکا فرزند ہوں۔ اور میں حرم شریف میں داخل ہو گیا ہوں۔ اور کلان نز اہمۃ المؤمنین بعض خدمات کے کرنے کا مجھے حکم صادر فرماتا ہیں ॥

(جلد سوم مکتوب نمبر ۱۰۷)

بنویں حضرت مجدد صاحب تمام اقطاب ابدال۔ اوقات۔ اور شجبا مجدد اوت کے ملتحت ہو کرتے ہیں۔ مگر گذشتہ مجدد میں کے مرتب اور اپنے مرتبہ میں سوا اسے ہزار کا فرق ظاہر کرتے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ آپ اپنے آپ کو تمام مجدد میں اولیائیہ اور خلفاء اور اولیاء اور اقطاب ابدال۔ اوقات۔ اور شجبا عزیزیکہ تیران سو برس یہ جی میں جس قدر بزرگان ہوئے ان پر فضیلت دیتے ہیں۔ پھر اس پر اتفاق رہ کر کے حسب بشارت خداوندی ذرمتے ہیں کہ مہدی آفرینشان میرے طریقہ اور سلسلہ پر ہو گا۔ پھر اس پر بھی ترقی کر کے ارشاد کرتے ہیں۔ کہ میر اتعلق خدا تعالیٰ سے براہ رہت ہے۔

اور مجھے کسی واسطہ کی حاجت نہیں۔ گویا اس شعر کا مصدقہ اپنے آپ کو سُبھرائے ہیں:-

مَنْ جِئْهُ پَرْ وَلَيْسَ مَصْطَفِيٌّ دَارِيمْ
آنحضرت صلم کو اپنا مرشد بھائی سُبھرائے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ میں اور
آنسو و عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی چشمہ سے پانی پی رہے ہیں۔ اور ہم آپ سیں
شیر و شکر ہیں۔ اور مجھ سے تابع داری کا نام اٹھ گیا ہے۔ اور ہم میں سے کوئی
تابع اور متبوع نہیں رہا۔ اور میں خود مقام شفاعت پر کھڑا کیا گیا ہوں۔ الگز
سب کچھ کہکڑ آخ رفما تے ہیں:- نشرستے کو دعویٰ نہ سری کنم کہ آن کفر است۔
اس بی طرح حضرت پائیزید بسطامی رحم فرماتے ہیں:-

(۹) میں اولیاء اللہ کے آخری درجہ پر پہنچا۔ جب میں نے نکاح کی
تو اپنے آپکو انبیاء علیہم السلام کے ابتداء میں پایا۔ لیکن میں بے نہیاتی
میں سقدر چلا گیا۔ کہ میں نے کہا کہ اس درجہ پر کوئی بھی نہیں پہنچا اور اس سے
برتر کوئی اور مقام نہیں۔ لیکن جب میں نے پھر غور سے نکاح کی تو
میں نے اپنے سر کو ایک بنی کے پاؤں پر پڑا ہوا دیکھا اور
(ذکرۃ الاولیاء ص ۱۲۶)

اس بی طرح آپ فرماتے ہیں:- کہ

”میں ہی ابراہیم، اور میں ہی موسیٰ، اور میں ہی حضرت محمد مصطفیٰ
صلیم۔ اور میں ہی جبریل، اور میکائیل، وغیرہ ہوں“

حضرت احمد جام صحابہ اور حضرت خواجہ سیدنا ماحب بن نسوی رضی اللہ عنہیں
درخلوت گدا ایں مرسل کجا بگھنہ مترجمہ یعنی درویشور کی فتوت
پارگ و بیرونی سماں شدہ سنت مارک میں مرسل کب گنجائیں رکھتے ہیں۔
بھی کیفیت حضرت مجدد صدی چہار درسم یعنی حضرت میرزا صاحب کی تحریرات میں
نظر آتی ہے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں:-

بایزید بسطامی کا
قول کہ میں یہی دیکھ
پہنچا کہ کوئی کوئی
دعا نہ تھا۔

”غرضِ سُرِ حصہ کیش وحی الٰہی اور امور غیریہ میں اس ملت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیا اور ابادال اور نفاذ اس ملت میں سے گذر جکے ہیں۔ ان کو پر کیش حصہ اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اسوبہ بنی کاتام پانے کیلئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستقی نہیں“) (حقیقتِ الوحی صفحہ ۳۹۱)

اس عبارت سے پہلی بات کیا جاتا ہے کہ امّت محمدیہ میں سوا سے حضرت میرزا صاحب کے اور کوئی بھی نہیں گزرا۔ حالانکہ جیسا کہ میں بعض ولیا، اللہ کے ملحوظات سے یہ ثابت کر آیا ہوں۔ کہ ایک وقت وہ اس قسم کا بھی دعوے کر دیتے ہیں۔ کہ میں رسپا ولیا، سے فینیلت رکھتا ہوں۔ اور جو نام پا درجہ مجھے دیا گیا ہے۔ پہلے کسی کو نہیں دیا گیا۔ حالانکہ اس عبارت کے بعد حضرت میرزا صاحب اس نبوت کو عام نوارد ہتھیے ہیں۔ اور صاف طور پر لکھتے ہیں۔ کہ اس قسم کے نبیوں کا ایک گروہ ہدیثہ مسلمانوں سے رہا ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہوں عبارات ذیل۔

”اور جانتا ہوں کہ تمام نبوئیں اپر ختم ہیں۔ اور کسی شریعت خاتم الشرائع ہے مگر ایک قسم کی نبووت ختم نہیں یعنی وہ نبوت جو اسکی کامل پیروی سے ملتی ہے اور اسکے پراغ میں سے اولیتی ہے۔ وہ ختم نہیں کیونکہ وہ محمدی نبوت ہے۔ یعنی کا
ظل ہے.....

”اوّل جب اسکی پیروی کمال کو یہی ہے تو ایک خلیٰ نبووت ہے کو عطا کرتا ہے۔ جو نبووت کا ظل ہے۔ یہ اسلئے کہ تا اسلام آیے لوگوں کے وچکے تازہ رہے اور تا اسلام ہدیثیہ مخالفوں پر غالیت ہے۔“ (رضیمہ معروفہ مفت ۲۳۷)
عبارت بالا میں حضرت میرزا صاحب تمام نبیوں کو حضرت صائم ختم مانتے ہیں گویا تمام نبوتوں کا سلسلہ پندرہ نبی مانتے ہیں۔ البتہ ایک قسم کی نبوت کے اجراء کے قابل ہیں یعنی خلیٰ نبووت جو کامل پیروی سے ملتی ہے۔ اور یہ ظلیٰ ہوتا اسلئے ملتی ہے کہ تا اسلام آیے خلیٰ نبیوں کے وجود سے تازہ رہے۔ اپنے خود عنود

کرو کہ اس عبارت میں ظلی نبیوں کا ہمیشہ کیلئے موجود رہنا تسلیم کیا گیا ہے۔ اس عبارت کو کوئی منوخ نہیں کہا سکتا۔ کیونکہ یہ حقیقت الوحی کے بعد کی ہے۔ ایک اور عبارت بھی نقش کرتا ہوں۔ اور وہ بھی حقیقت الوحی کے بعد کی ہے۔

” یہ بارہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے صفات کبھی معطل نہیں ہوتے۔ پس جیسا کہ وہ ہمیشہ سُنْتَار ہے گا۔ ایسا ہی وہ ہمیشہ بولتا بھی رہے گا۔ اس دلیل سے زیادہ تر صاف اور کوئی دلیل ہو سکتی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے سنتے کی طرح بولنے کا سلسلہ بھی کبھی ختم نہیں ہو گا۔ اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک گرفتہ ہمیشہ ایسا رہے گا جن سے خدا تعالیٰ مکالمات و مخاطبات کرتا رہے گا۔

(رضیمہ برائیں حصہ سیم صفحہ ۱۶۷)

پس اس عبارت میں بھی ظلی نبیوں کے ایک گروہ کا ہمیشہ موجود رہنا تسلیم کیا گیا ہے۔ ایک اور عبارت بھی نقش کرتا ہوں۔ جسکو خود جاب میاں عمود احمد صاحب نے اپنی کتاب حقیقت النبوة کے ص ۲۴ پر نقش فرمایا ہے۔

” لامورہ، ربی تسلیم ظہر..... پر بنوت کا لفظ جو اختیار کیا گیا ہے صرف خدا کی طرف سے ہے۔ جس شخص پر پیش گوئی کے طور پر خدا تعالیٰ کی طرف سے کسی بات کا انہصار بکشت ہو اُسے نبی کہا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کا وجود خدا کے نشازوں کے ساتھ پہچانا جاتا ہے۔ اسی لئے اولیاء اللہ مجھے جلتے ہیں شزوی میں لکھا ہے آں بنی وقت خویش است اے مرید۔

محمدی الدین ابن عربی نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ حضرت محمد نے بھی یہی عقیدہ ظاہر کیا ہے۔ پس کیا سب کو کافر کہو گے۔ بیار کہو کہ یہ سلسلہ بنوت قیامت تک جاری رہے گا۔

اس عبارت سے ثابت ہو اکہ ہر جسم کی بنوت حضرت میرزا صاحب کوئی اس قسم کی بنوت اولیاء اللہ کو ملتی رہی ہے۔ سچھ اس بنوت کی تشریع کیلئے شزوی کا حوالہ پیش کیا ہے۔ تاکہ پڑھنے والا یہ سمجھ سکے کہ یہ اس قسم کی بنوت ہے۔ جس کا ذکر اس شعر میں

کیا گیا ہے۔ پھر اس بنتوت کو حضرت میں الدین ابن عربی اور حضرت مجید الف ثانی کی طرف بھی منوب کیا ہے۔ پھر اس بنتوت کی مزید تشریح یوں فرمائی گئی کہ اس بنتوت کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ گویا یہ بنتوت صرف ایک بادو کو ہمیں ملی۔ بلکہ اس بنتوت کا ایک سلسلہ چلا آیا ہے۔ جو قیامت تک رہے گا۔

پس حقیقت الوحی کی عبارت مندرجہ بالا کا وہ مطلب ہنیں ہو سکتا جو عام طور پر نکالا لائی گیا ہے۔

پھر میں ہم مضمون کی طرف ناظر ہیں کہ توجہ دلانا ہوں کہ اول یا اشد کے حالات میں بھی یہی زندگ نظر آتا ہے۔ کہ ایک وقت وہ یہ کہدیتے ہیں۔ کہ میں ہی اس مقام تک پہنچا ہوں اور کوئی نہیں پہنچا۔ لیکن درست کے وقت مل کے کلام میں ایک اور نقشہ نظر آتا ہے۔ چنانچہ حضرت میرزا صاحب کی تحریریات سے اس امر کے متعلق کچھ نقل کرتا ہو۔

حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام کے متعلق فرماتے ہیں۔

”ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہ زید ایک ناپاک طبع دنیا کا کیرڑا اور ظالم ہے۔ اور ہم معنی کے رو سے کیا وہ میں کہا جاتا ہے وہ مضمیں موجود نہ ہے۔ مگر جیسی وضی اللہ تعالیٰ عنہ طاہر مطہر تھا۔ اور بلاشبہ وہ ان برگزیدوں میں سے ہے جنکو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا ہے۔ اور اپنی محبت سے معور کر دیتا ہے اور بلاشبہ وہ سرداران بہشت میں سے ہے اور ایک ذرہ کینہ رکھنا اس سے مجبوب سلب ایمان ہے اور اس امام کے تعویٰ اور محبت الہی اور صبر اور استقامت کی اور زہد اور عبادت ہمارکے لئے اسوہ حسنہ ہے۔ اور ہم اس معصوم کی بہت کی اقتدار کر شیوے ہیں جو اسکو ملی تھی۔ تباہ ہو گیا وہ دل جو اسکا دشمن ہے اور کامیاب ہو گیا وہ دل جو عملی زندگ میں اسکی محبت ظاہر کرتا ہے۔ اور اسکے ایمان اور اخلاق اور شجاعت اور تعویٰ اور استقامت اور محبت الہی کے تمام توشیش انحصاری طور پر کامل پیروی کے ساتھ اپنے اندر لیتیا ہے۔ جیسا کہ ھذا آئینہ ایک بصورت انسان کا لفتش... اور (دین الحق صفحہ ۸۹-۹۰ شمسی ۱۹۷۴ء)

حضرت میرزا حسین
امام حسین کی راہ کے
اقتداء کرنے والے
ہیں۔

اب غدر کی مگر ہے کہ اگر حضرت میرزا صاحب فی الواقع مدعا رسالت ہوتے تو پھر وہ اپنے آپ کو حضرت امام حسین کا نقیع اور منتظر جمی نہ شہرتے۔ ایک وقت تو آپ نے فرمایا کہ میں سب اولیے ہے طبق حکم ہوں اور بنی کے نام سے مخصوص ہوں اور دوسرا سب اپنے لیا ہسنام کے مستحق نہیں ہیں لیکن دوسرا وقت فرمایا کہ میر حضرت امام حسین کا تابع دار اور پیر و کارہوں کتابت یعنی الحجۃ نائلہ میں قاویاں بزرگانہ حضرت مولیٰ نور الدین سعیدۃ اللہ علیہ شانہ ہوتی ہے اسی حضرت میرزا صاحب کا ذمہ تو خوفناک ہر جیسے لیکن اس سے بھی تباہ ہوتا ہے کہ نائلہ تک کل جماعت کا یہی ذمہ بہ سختاً جو اس کتاب کے اندر دیج ہے۔ اور یہ سچے اس کتاب کا نام دین الحجۃ رکھا گیا تھا۔ اب اگر بعد ازا وفات حضرت میرزا صاحب و حضرت فضل الدین مرحوم کوئی اور ذمہ بہ پیش کیا جائے تو اسکی ذمہ داری خود اپنی لوگوں پر عاید ہو گی جو اسکے بانی ہیں۔

اسی طرح اس کتاب میں حضرت امام عظیم ابوحنیفہ و دیگر آئینہ شلات اور حضرت امام شجری رحمہم اللہ تعالیٰ کے حق میں اسی فرستم کے الفاظ پائے جاتے ہیں۔ مگر چونکہ رسالہ کی صفات کے بڑھ جائے کا اذیثہ ہے۔ اسلئے ان عبارات کو نقل نہیں کیا گیا۔ بالآخر میں ناظرین کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ جناب میرزا صاحب نے بتوت کا دھوکہ نہیں کیا۔ ہاں صوفیانہ زنگ میں مقام فنا فی الرسول کے حصول کا دعویٰ کیا ہے۔ چنانچہ ان کی اپنی عبارت اس مصروف پر کافی روشنی ڈالتی ہے:-

(۱) بعض اوقات حدائق اس کے الہامات میں ابیسے الفاظ استعارہ اور ججاز طور پر بعض ولیاں کی شبیت استعمال ہو جاتی ہیں۔ اور وہ حقیقت پر محدود نہیں ہوتی۔ سارا جھگڑا یہ ہے جیکونا دا ان اور مقصوب اور طرف کھینچ کر لیکر گئے ہیں۔ آنسیوں منج موعود کا نام جو صحیح مسلم وغیرہ میں زبان مقرر حضرت بنوی سے بنی اہل نکلا ہو، اپنی مجازی معنوں کے رو سے ہے جو صوفیائے کرم کی کتابوں میں مسلم اور ایک معمولی محاورہ مکالمات آئیہ کا ہے ورنہ خاتم الانبیا کے بحدبی کیسا۔

(امقام انعام صفحہ ۲۷۸ عاشیہ)

(۲) ”لیکن حدائق اسے ابتداء سے ارادہ کیا تھا کہ اس حضرت مسلم کے کملات

مقدیبیہ کے اظہار اور اثبات کیلئے کسی شخص کو آنچناب کی پیروی اور ثابت
کی وجہ سے وہ مرتبہ کثرت مکالمات و خالبلات الہمیہ بخشنے کے جو اسکے وجودیں
عکسی طور پر بتوت کارنگ پیدا کرے سوکھ طور سے خدا نے میر انام بنی
رکھا یعنی بتوت محمدیہ میری آئینہ نفس میں منعکس ہو گئی اور علی طور پر نہ
علی طور پر مجھے پناہ دیا گیا۔^{۱۹} (رضیمہ صرفت ص ۲۳۲ حاشیہ ۱۹)

چشمہ معرفت سب سے آخری کتاب ہے۔ ہمیں بھی لفظ بنی کی وہی تشریح ملتی ہے
جو پہلی کتابوں میں کیا گیا ہے۔ یعنی کامل تبعیں میں بھی اپنے بنی متوحہ کارنگ پیدا ہو جاتا ہے
جس کو ظلی یا مجازی بتوت کہتے ہیں۔ یہ صحیح بات ہے کیونکہ اگر کسی بنی کی امیاء سے اسے
پیروں میں کمالات بتوت پیدا نہیں ہو سکتے۔ تو پھر اس بنی کی پیروی کی صورت ہی کیا
ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص خوار یا استغفار کو حقیقت بنانے لگ پڑے تو اسکا علاج انسان
کے ہاتھ میں نہیں۔ اگر مجاز حقیقت بن سکتی ہے تو تجویب نہیں کہ کچھ نہیں توکل کوئی
شخص یہ کہدے کہ حضرت میرزا صاحب نعمۃ بالشاد ابن اہلہ ہیں۔ کیوں لہاذا مات میں لیے
الفاظ پائے جاتے ہیں۔ مثلاً انت بہنلہ ولدی وغیرہ لیکن ایسے الفاظ کسیاں
کو دھوکہ میں نہیں ڈال سکتے۔ کیونکہ دیگر بزرگان اسلام نے بھی اس فرم کے الفاظ کو مجاز اور
صوفیانہ رنگ میں سمجھا کیا ہے۔ چنانچہ منشوی مولانا رومی میں لکھا ہے:

اسعار

در غرب یعنی فدا کار و گیاہ	گفت اطفال من ماذین اولیار
غایبی و حاضری بس با خبر	اولیار اطفال حق اذ لے پس
س کنان مقصد صدق خدا	بر ترانداز عرش و کرسی و خلا
تیرجستہ بازگردانہ در راه	اولیار اہست قدرت اذ الہ
خود نے دانی کہ حوری یا بجور	تو ہمیدانی بھوز لا بھوز
تو روا یا ناروا فی میں تو نیک	این روا آن ناروا دانی تو نیک
رفت خواہی اول اہل ہسیم شو	در تو نمزودیت در آتش مرد

صدھزار اندر ہزار و میک تن اند

پیش ما محفوظ و مقبول ولپسند

ہاں وہاں این دلچ پوشان من اند

پیش خلقاں خواروزار و ریشمہنڈ

اویلیاٰ تھت قبائی لایع فہم غیری

پہلے دو شعار کا مطلب یہ ہے کہ اویلیا اشد اطفال اللہ ہیں۔ اور وہ عرش اور سرگی سے بھی بلند مرتبہ رکھتے ہیں۔ مشکوٰۃ شریف باب المشفقة والرجمۃ میں یک حدیث ہے کہ اُنحضرت صلعم نے ذرا یا الخلق عیال اللہ یعنی مخلوقات خدا تعالیٰ کا کہنا ہے۔ قرآن کریم کی پہلی آیت کا بھی یہی مطلب ہے۔ الحمد لله رب العالمین۔ حالی مردم نے اسی آیت کی طرف اپنے مسکن میں اشارہ کیا ہے۔ **شعر**

یہ پہلا سبق تھا کتاب پڑے اکا ک مخلوق ساری ہے کئنہ خدا کا
بالآخر میں کل اہل اسلام کو چودھو بیں صدی کے مجدد اور امام کی پیش کی اصل
غرض کی طرف توجہ دانا ہوں وہ یہ ہے۔

(۱) کہ جو شخص توحید باری تعالیٰ اور رسالت حضرت بنی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقرر ہو، مسکو ہرگز کافر نہ کہا جائے یعنی کوئی کلمہ کو خواہ کہ کسی فرقہ اسلامی سے تخلق رکھتا ہو کافر نہیں۔ کیونکہ اصول میں کل اہل اسلام متفق و متحدد ہیں۔ اور فروعی اختلاف کوئی ایتیت نہیں کھتنا۔ فروعی اختلاف کا ہونا ضروری ہے۔

(۲) ہموئے تعلیم قرآن کریم ہر ایک زمان میں ایک جماعت علماء صالحین کی ضرورت ہے۔ (ولتکن منکرا ممثہ گیں عون الی الخیر ان) جن کا فرض یہ ہے کہ وہ یقیناً اقوام میں تبلیغ دیں۔ اور اساعت اسلام کریں۔ اور یوں دنیا میں پنی طاقت اور جمیعت کو برپا تے رہیں۔ لیکن اس زمان میں خصوصیت کے ساتھ ایسے باخدا مسلمین کی ضرورت ہے۔ جو دیروں کو دنیا پر مقدم کریں۔ اور عیاشیٰ مالک میں جا کر کلمہ توحید اور پیغمبر اسلام پڑھجائیں۔ کیونکہ جو طبع عیاشیٰ اقوام نے مانیا ہے انسانی جسموں اور زمینی چیزوں کو فتح کیا ہے۔ اوسی طرح جماعت علماء صالحین روحا نبات سے عیاشیوں کے دل اور روح کو مسخر کریں۔ اور اُن کی گردنوں کو اسلام اور بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے چکایا

اور جو گون حسانی ہو پر مسلمانوں نے غالباً تجھے بیل اپنے لئے وحاظی پر خالی جانبی میں صلحی علیہ حسانیت سے نہیں بلکہ روانیت سے ہے۔ یہی ترک جبکہ وہ کا فرستھے۔ اپنی مادی قوت سے غریب مسلمانوں کو بغداوسے مار کر کا کچھ ہیں۔ اور خلافت ہلامی کو زیر و زبر کر دیتے ہیں۔ تو کوئی تلوار کھوئی ہوئی خلافت کو دیکھ لاسکی۔ بلکہ انہی فاتحین ترکوں کی گروپیں ہلام کے پاک چھولوں کے سامنے جھک گئیں اور مسلمان اپنی قوت روانی سے اُن پر غالب ہائے۔ اور خلافت ہلامیہ پہلے سے دینے شان و شوکت سے قائم ہو گئی۔ مگر اس کے لئے قوت ایمانی پہاڑ سے زیادہ مضبوط بکار آفوس کہ ہم میں آج اسقدر ایمان بھی نہیں رہا۔ اُدھر میں ان لوگوں کو جو اس وقت دشمن ہلام نظر آتے ہیں مسلمان کرنے کی بہت ہارتی ٹھیکھے۔ ہم جنہیں وعد دیا گیا تھا۔ کہ لیظہر کا علی اللہ تعالیٰ دین کلہ کہ اشد تعالیٰ دین اسلام کو سب دیوں پر غالب کریگا آج ہم دینی غلبے سے مایوس ہو کر سارا زور دو سکر مادی ہباب پر لگا رہے ہیں۔ حالانکہ ہمارے پر گز بیدہ راہنمایاں ملک کو چاہئے تھا۔ کہ جو ذرا لئے انہوں نے اپنے شریف مقصد کے حصوں کے لئے اختیار کئے ہوئے ہیں۔ ان کے ساتھ ساتھ سب سے زیادہ نو اس لئے ہم اور بہترین دلیلہ اشاعت اسلام پر لکھتے۔ پس اگر راہنمایاں ملک ایک جا علماء کو جو صحیح عامل قرآن کریم ہو منصب کر کے بلاد غربیہ میں شاعت اسلام کیلئے ہمارے پہلوہ پہلو کھڑا کر دیں تو کامیابی اشد تعالیٰ کے فضل و احسان سے بہت جلدی اپنا خوبصورت چہرہ نمایاں کر دیگی۔ اور یہ تو وعدہ الہی ہے جس میں ہرگز تخلف نہیں ہو سکتا کہ ان تنصر اللہ ینصر کم و یقت ب اقد امکم۔ یعنی اگر تم خدا تعالیٰ کی مدد و گئے تو خدا تعالیٰ تمہاری مدد کریگا۔ ہاں اگر اہل اسلام نے اپنے ظلمت اور مصیبت کے زمانہ میں بھی قیادوں کے پیچھے ہلنے ہے تو پھر دنیا میں اس وقت کسی اسلامی فرقہ کا ملتا شکل ہو گا۔ کیونکہ ہر ایک فرقہ کے برخلاف دو سکے فرقہ کا نتوقی موجود ہے۔ شیعہ۔ سنی۔ خلقی اور الحدیث کے باہمی مقدمات کی امثلہ جات دفاتر میں موجود ہیں۔

الغرض میں اپنے اعتقاد کے رو سے امید قوی رکھتا ہوں کہ مسلمانوں کی ترقی کا گروجو چوڑھوئیں صدی کے مجدد نے پیش کیا ہے اپنے ہلکرہ اشارة اشہد بہت جلدی کامیاب ہے۔

سکتے ہیں۔ ۷

نئے سجادہ نگیں کر گرت پیر مسنان گوئید کہ سالکت یخ بر بود ز راہ و کوسم منزرا ہوا
میہے مولانا ابوالکلام صاحب کی قیمتی تصنیف "تذکرہ" کے پڑھنے کا شرف
حاصل ہوا اپ کھلتے ہیں:-

"دعوت کا مقام دوسرا مقام ہے اور عزمیت دعوت کا دوسرا ضرور نہیں کہ ہر را ہر
کی بیہا شک ساتی ہو عہد ظہور دعوت میں ہزاروں صحاب علم و کمال موجود ہوتے ہیں
مگر دروازہ حکومتے والا صرف محمد بھروسی ہوتا ہے اور اسکے ظہور کیلئے ضروری نہیں
کہ عامہ صحاب علم و حق بھلی محدود ہو گئے ہوں۔ یہ چند متفرق مثالیں تو دوسری
ہیں خود مہدوستان ہی کی تاریخ ذیکر لواہیشہ ایسا ہی معاملہ نظر آیا جیسا شہنشاہ اکبر
کے عہد اختمام اور عہد جہانگیری کے اوائل میں کیا مہدوستان علماء و شاریخ ہی ہے
بالکل غالی ہو گیا تھا کیسے اکبر موجود تھے لیکن مغافل و قت کی صلاح و تجدید کا
معاملہ کری سے بھی بن نہ آیا۔ صرف حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرشدی رحمۃ اللہ
کا وجود گرامی ہی تنہیا اس کا روپارکا کھنل ہوا۔" (تذکرہ صفحہ ۲۴۰)

"بایین ہمہ معلوم ہے کہ وہ جو درود اسٹر کے فاتح اور سلطان عصر ہو نیکا مقام
تھا اور قطبیت وقت کا وہ صرف جدت الاسلام شاہ ولی اللہ رضی اللہ عنہ کیلئے تھا" (تذکرہ صفحہ ۲۴۱)
"فعلاً عمل و نفلأ اور ظہور کشیوع کا پورا کام تو کسی دو سکھی مردمی ان کا منتظر تھا
اوہ معلوم ہے کہ توفیق اکہی نے یہ معاملہ صرف علماء و مجدد شہید رضی اللہ عنہ کیلئے مخصوص
کر دیا تھا خود شاہ سعدنا صاحب کا بھی اسیں حصہ تھتا۔ اگر خود شاہ صاحب بھی اس وقت ہوتے
تو اُنہی کے جھنڈے کے تباخ نظر آتے گا" (تذکرہ صفحہ ۲۴۲)

"تو یہ وہ حقیقت ہے جو کتنی دیر سے تمہارے ذہن نشین کراہا ہوں یعنی اس اور اسی
کام کا رہر قحب علم و ممل نہیں ہو سکتا سروان راہ را نشانے دیگر ہست" (تذکرہ صفحہ ۲۴۳)
"و موجودہ وقت اور اسکی تاریکیوں کو دیکھو اور بھر ہر طرف روشی اور روشنی
و کھلا سنتے والوں کی نایابی پر اتمم کرو۔" (تذکرہ صفحہ ۲۴۵)

حضرت مولانا سلسلہ مجددیت کے قائل ہیں۔ اور لگہ شستہ چند مجذوبین کے اسماء را میں بھی انہوں نے
لئے ہیں۔ مگر معلوم نہیں کہ چودھویر صدی کے آغاز میں کوئی مرکار پیدا نہ ہوا۔ سے
تشرنے میں گوید کجا ہست آب جو چو ہے گوید کجا ہست آب جو سے
جب ہولنا جیسا عالم با عملِ مجدد لہ صرکی شاخت سے قاصر ہے تو عم الناس کیا حال ہے
دوش از مسجد سوئے میخانہ آمد پیر ما پس چیت لیا ان طریقت بعد ازین تیرپڑا
ماہر بہان رو بیوئے قبلہ چون آرمیم چون رو بیوئے خاتہ تھار دارو پیر ما
آپ فلتے ہیں یہ پھر ہر طرف روشنی اور روشنی دکھلائیوں کی نایابی پر مانع کو
حال لکھ روشنی دکھلائیوں نے عین وقت پریہ نہادی۔ اشخار

ازین بود کہ چو سال صد سی تمام شود	بہ آید آنکہ بدین نایب خدا باشد
رسید مژده ز غیبم کمن ہاں مردم	ک او مجدد این دین و دنہما باشد
تر پہرشد کہ یا تم ن شستہ ملالان	کہ موسیٰ سنت کر ہم منع در فوا باشد
ارادہ ازلی این زمان وقت اور	تو چیتی کر ز تور این قضا باشد
زف کر ترقہ باز آکہ مکو سعی کند	ک اجتماع یہہ اہل و اقیانی باشد
زہے خجستہ زمانے کہ سوچ ما آئی	ز نہے نصیب تو گر شوق والتجبا باشد
کشادہ اندھیضل گر کنون نائی	زماساعدتے بخت نارسا باشد
بولے ما پشی ہر سعید خواہ بود	ندلئے فتح نایاب بنام ما باشد
یا ایک طویل نظم ہے جس سے میں نے چند اشمار نقل کئے ہیں۔ تو اسی نظم پر میں اس سال کو	ہزارہا دل و جان بڑھم فدا باشد
ختم کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ مولے اکرم اپنے فضل عیم سے ہمیں کوت رکھے۔ والسلام	

خاک
میر ہر شر شاہ گیلانی پشاوری۔ حال کوٹ سیدنام ڈاک گانہ پیری بالہ۔
(صلیع متن)

دارالکتب اسلامیہ کی چند ضروری کتابیں

سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد اول یہ جلد براہین احمدیہ کے ہر چھار حصہ پر مشتمل ہے تین قران کیم اور ثابت ہتھیئی ہے فہم اقل ولائی کاغذ نے جلد علیؑ محدث صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت برائیں نیز کاغذ جلد علیؑ محدث صلی اللہ علیہ وسلم دو فہم دو میں جلد علیؑ محدث صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عدیانی کے تین سوالوں کا جواب۔ پہلی دو کتابوں میں ائمہ سہلام پر جو عترف کرتے ہیں ان کا دن ان شکن حواب دیا گیا ہے اور ان کے اپنے ذمہ بہ کی بزرگی کو بوضاحت ثابت کیا گیا ہے۔ قیمت بیجبلد علیؑ محدث صلی اللہ علیہ وسلم

سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد دوم جمیں حضرت سیف موحدی کتب فتح اسلام۔ توفیق مسلم اور ازاد الدوام شامل ہیں ان میں زفات سیع اور عادی سیع موعود پر دل اور مکت دلایل سے بحث ہتھیئی ہے۔ اسکے دونوں میں قران کیم سے بہتے اسرار اور غوہن کا انکشاف کیا گیا ہے۔

سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد تیسرا جلد حمام یہ بدل جاری رکابوں پر مشتمل ہے۔ آنچن مباحت لد بیان ہتھیئی ویسیدا مباحت ہے، میں مولوی محمد حسین حبیب بٹالوی و حضرت قیری اعلام احمد فاریانی۔ آنچن مباحت دریں رویہ اور مباحت بین حضرت میرزا غلام احمد صاحب خادیانی دمولوں عمدلشیر قبۃ ہو پالی و خطہ مابین مولوی حبیب بہو پالی دو نان مردوی سید جوہر مصباحی مروہ ہو ہے۔ آسمانی نعمتہ میں میں ہندوستان کے مولویوں صوفیوں پیرزادوں۔ فقروں اور عجادہ نشویوں کو آسمانی فیصلہ کی طرف اموت ہتھیئی ہے۔ اور نشان آسمانی حرس میں بعض ساقی اولیا رہت خاص کو فقہت اشد دل کی پیشگوئی دریا میں موعود کا تہ رکہ کیا گیا ہے۔ قیمت بیجبلد علیؑ محدث صلی اللہ علیہ وسلم

سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد تیسرا جلد حکم یہ بدل جارکنہ بول پر مشتمل ہے۔ آئینہ کمالات مسلم یہ رکنیہ بیان اسلام کی ذات خوبیوں کا تذکرہ۔ دوسرے ذمہ بہ اسکا متفاہی پنچاب ہندوستان اور گالکنیز کے پر زاد منوفیوں اور گوشہ شیوں و غیرہ کو بتیجہ اور پیسوائی ہیں بڑکات لدعائیں تب میر عاکل ہی بہیت اور اسکا فلسفہ اور سرتبہ احادیث کی عقاید پر بیان تبیہت دعا کا ابطال ہے۔ جنگ مقدس ہتھیئی ویسیدا مباحت مابین حضرت میرزا غلام نعیم صفتہ قادیانی و دیپی عیاشہ آئینہ عیاشی ہے۔ اور صحیح اسلام جس میں ڈاکٹر ہنری مارش کلارک اور یعنی پیر عبیاسی حصلہجان کو مقابلاً پر بیان گیا ہے۔

قیمت بیجبلد ہے جلد الد

ملفوظات احمدیہ یہ حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی مرکۃ الاراء تقاریر کا جمع ہے، جن کو سید اخبارات سے نیکر کتب کی شکل میں شائع کیا گیا ہے۔ جم ۲۰ صفحات۔ فہم اقل ولائی کاغذ بیجبلد علیؑ محدث صلی اللہ علیہ وسلم دو فہم دیسما کا خذ بیجبلد علیؑ محدث صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ القرآن (مکہریزی) ائمہ ریزی زبان میں ترجمہ تصنیف حضرت مولانا مولوی محمد علیؑ حبیب، یہ ایل ایل بی۔ لکھائی چھائی نہایت گھرہ قیمت قسم اول اعضاً فہم دو فہم عنہ قسم سوم و ۱۵۰ حصہ ہے۔ میکان اسلامی صہول کی فلاسفی تکالب امراضوں پر مشتمل ہے کجو مجدد عصی چہار دہم حضرت میرزا غلام حمزة قادیانی نے جات غلط فہارہ پسکتے رہیں فرمایا جو دو سنبھلیں میں شہر لاہور دارالطبشت چاہیں منعقد ہوا قیمت

پیشہ خیر البشر شروع کتابیں عکا نقشہ دیا گیا ہے۔ ملک عرب کی جزا فی حالت اور اسکا تعلق دوسرے حملہ
 افغان سے تباہیا ہے بعد میں تمام حصہ دنیا میں مذہبی تاریکی اور روحانی تینص کا محفوظ ہونا آئی بعثت سے پہلے
 اور بعثت کے وقت کے چند بڑے ثانات کا ذریکر گیا ہے جو ظہور پذیر ہے۔ اور زمانہ پھر سے لیکر آخرین تک حالت دینے پر تین
 دو رسمیں اسیں حضرت مسیح ہوعلیہ السلام کی تمام الدوافعی نعمتوں کو جواہر تک شائع ہوئی میں بجا جائی کیا
 گیا ہے۔ یہ مجموعہ واقعی قیمتی جواہرات پر مشتمل ہے اور اپنے اندر بہایت پکش تاثیر رکھتا ہے۔ ارد و سیکلہ اسلام
 مجلد ۹۔ فارسی بیبلوگرافی مکمل، یحییٰ جلد ۱۱، ار جلد ۱۲۔

مجمع قرآن قرآن کریم کی جمع و ترتیب کے متعلق تمام تاریخی و اتفاقات کو نہایت تفصیلات کے لکھا گیا ہے اور جو
 اعتراضات حفاظت قرآن مجید پر غیر مذہبی کیا کرتے ہیں۔ ان کی تردید گئی ہے۔ ڈاکٹر منوچھانی کے صفت
 قرآن کی حقیقت بھی المنشیہ کی گئی ہے۔ قیامت ۱۰۲۔

مقام حدیث یعنی نازہ تصنیف نہایت ہی فا بلقدر ہے جس میں قرآن کا مدلول و تفصیل کرنے والا جو ایسے
 اسیں ملا رہا مزدودت حدیث کے جمع حدیث اور تنقید حدیث پر مفصل بجشتے ہے۔ قیامت پچھلے عصر مجدد عہد
 پسراشر شریعت جس میں شریعت اسلام کے جدا احکام اور مسائل کی دلائی بیان کی گئی ہے۔ اور غالباً الفین
 اسلام پر شریعت اسلام اور احکام قرآن کریم پر جو اعتراض کرتے ہیں۔ عقلي اور طلاقی رنگیں اچھے جواب دیا گیا ہے۔
 ایک ہزار صفات کی تین جملوں پر کتاب مشتمل ہے جس میں بہتر مسائل عقلی اور فلسفی زنگ میں بحث کی گئی
 ہے۔ پچھلے عصر جملوں پر حصہ مولانا

او عیسیٰ سبیر قرآن کریم کی تمام دعائیں و احادیث صحیحہ کی وہ دعائیں جو رسول اللہ صلیم نے کیا ہم کو شروع کرتے
 وقت یا اسکے افتتاح یا پڑھی ہیں و جن کا یاد کرنا بچوں کیسے اسکا ہے۔ جیسے گھر سے نکلنے اور گھر میں داخل ہونے
 مسجد میں طلب ہونے اور سجودت نکلنے۔ کھانا شروع کرتے اور ختم کرتے وقت۔ بتیر پر نیٹیت وقت۔ سوکار اٹھنے و نکت کیلی
 سواری پر سوار ہوتے وقت سین شروع کرتے وقت۔ نیا کپڑا پہننے وقت۔ آئینہ دیکھنے وقت۔ خوفزدگی کی وجہ پر جو ز
 ہماری رو روانہ زندگی میں آتے رہتے ہیں۔ رسول اللہ صلیم نے جو دعا انگی ہے اُسے لکھا گیا ہے۔ اس سال کی قیمت
علمائی علماء اور لوونڈ یوکے بارہ میں اسلام کے دو ہموں جو قرآن کریم نے بیان دیا ہے ہیں ان سے
 نایاب کیا گیا ہو کہ غالباً الفین اسلام کے اعتراضات صداقت ہے فا ہیں۔ قیامت ۲۷

او صیحت سبیر حضرت امام علیہ السلام نے اپنی دیست درج فرمائی ہے۔ جو اپنے حبیث، اکہی اپنی نازات کے
 پہنچنے لکھا شائع کی ایکیح صدوری لوزٹو امام رکنی محمد علی صاحب ایام اے۔ وکس تحریر حضرت میرزا اسماعیل مسیح مولود
 جو آپنے ایمن سے متعلق کلمی دوبارہ احمدیہ ایمن اشاعت اسلام لاہور نے چھپو اکر شائع کیا۔ قیامت ۲۸۔

حصہ انبیاء قیامت

(نام در دینام، هم تھم اصیفیات احکمیہ ایمن شاعت اسلام احمدیہ لہنگس آؤں)
 دادا اکتب کے مفصل فہرست رکنگٹ اسے پروانہ ہوتی ہے۔